11 تا 17 ستمبر 2008ء/10 تا 16 رمضان المبارک 1429ھ

ہلاکو خان کا قہقہہ

ظلم کی حرمت

ماہ مبارک کو مکدّر نہ کیجئے

بوسنیائی مسلمانوں کی معاشرت

اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے

نیک بیوی کی کہانی

سنگین معاشی بحران

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

عالم اسلام

احتساب نفس

”اخلاقی برائیوں کا علاج تین طریقوں کے ذریعہ ہوسکتا ہے، مخلص مومنین اپنے بھائیوں کے لیے خیر کی دعا کریں، اچھی صحبت اختیار کی جائے اور آخری چیز یہ کہ آپ خود خیر کے طالب ہوں اور اس تیسرے طریقۂ علاج کا سب سے بہترین ذریعہ احتساب نفس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر خیر و شر کے درمیان تمیز کرنے کا شعور رکھ دیا ہے اور یہی احساس اسے اچھے کاموں کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ اسے ہم ضمیر کا نام بھی دے سکتے ہیں۔ اور ضمیر کی اصلاح کے لیے دو چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے: پہلی چیز یہ کہ انسان اپنے ضمیر کو حتی الوسع علم کی روشنی سے منور کرنے کی کوشش کرے، یہاں تک کہ ضمیر کے اندر خیر و شر کے درمیان تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور اس سلسلے میں قرآن و حدیث، سیرت پاک ﷺ اور دیگر صلحاء امت کی سیرتوں سے استفادہ کرے، اور دوسری چیز یہ کہ وہ اپنے ضمیر کو مقویات کے ذریعہ مضبوط بنائے اور اس کے لیے فرض و نفل نمازوں کی پابندی، رمضان کے روزے، زکوٰۃ، خیرات و صدقات کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خدمت کرنا ضروری ہے، اور یہ چیزیں ضمیر کو آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیتی ہیں۔“

مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ

الہدیٰ (339)

سورۃ الانعام
(آیات:164۔165)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٦٤﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰۗىِٕفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ڮ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٥﴾﴾

’’کہو کیا میں اللہ کے سوا اور پروردگار تلاش کروں اور وہی تو ہر چیز کا مالک ہے۔ اور جو کوئی (برا) کام کرتا ہے تو اُس کا ضرر اسی کو ہوتا ہے۔ اور کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ پھر تم سب کو اپنے پروردگار کی طرف لَوٹ کر جانا ہے۔ تو جن جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے وہ تم کو بتائے گا۔ اور وہی تو ہے جس نے زمین میں تم کو اپنا نائب بنایا اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کیے تاکہ جو کچھ اُس نے تمہیں بخشا ہے اُس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بے شک تمہارا پروردگار جلد عذاب دینے والا ہے۔ اور بے شک وہ بخشنے والا اور مہربان بھی ہے۔‘‘

اے نبی! کہہ دیجئے، میں اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا رب کیونکر مان لوں جبکہ وہ اللہ ہی ہر شے کا مالک ہے۔ جو شخص کوئی برائی کما رہا ہے اس کا وبال اُسی پر آئے گا۔ اُس کی سزا اُسی کو بھگتنا پڑے گی۔ اور روز قیامت کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ہر ایک کو اپنا بوجھ خود اٹھانا ہوگا، اپنے محاسبے کو خود سامنا کرنا ہوگا۔ بالآخر سب لوگوں کو تمہارے رب کی طرف لوٹنا ہے۔ پھر وہ تمہیں جتلا دے گا وہ کچھ جس میں تم اختلاف کرتے رہے تھے۔

وہی اللہ ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو خلافت ارضی عطا کی۔ پس اب اولاد آدمؑ میں سے جو شخص بھی اللہ کا مطیع وفرماں بردار ہو، اللہ کو اپنا حاکم اور مالک مان لے تو گویا وہ بھی اُس کی خلافت کا حق دار ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ انسانوں کی ایک نسل کے بعد دوسری اُس کی جگہ لے رہی ہے۔ اور اللہ نے تم میں سے بعض کے درجوں کو بعض پر بلند کر دیا۔ کسی کو علم دیا، کسی کو حکمت، کسی کو ذہانت، کسی کو جسمانی قوت، کسی کو حسن اور کسی کو دولت عطا فرمائی۔ یہ اس لیے ہے تاکہ تمہیں اُن چیزوں سے آزمائے جو اُس نے تمہیں دے رکھی ہیں۔ یاد رکھو، تمہارے رب کو عذاب دیتے بھی دیر نہیں لگتی، اور یقیناً وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ یہاں سورۃ الانعام اختتام کو پہنچی۔

فرمان نبوی ﷺ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

شرم وحیا ایمان کا شعبہ ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَۃً، فَاَفْضَلُھَا قَوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَدْنَاھَا اِمَاطَۃُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ)) (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا ’’ایمان کی کچھ اوپر ستر یا (راوی کو شک ہے) کچھ اوپر ساٹھ شاخیں ہیں۔ ان میں بلند ترین درجہ اور افضل شاخ (کلمہ) لا الٰہ الا اللہ کی ہے۔ اور سب سے کم درجہ تکلیف دینے والی چیز (روڑے، پتھر، کانٹے، چھلکے وغیرہ) کہ راستہ سے ہٹا دینا ہے۔ اور حیا ایمان کا (قابل لحاظ بڑا اہم) شعبہ ہے۔‘‘

تشریح: اسلام میں حیا کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ فرد کی پاکیزگی کی بنیاد اور صالح معاشرہ کی اساسی صفت ہے۔ اِس بنا پر اُسے نصف ایمان بھی قرار دیا گیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر افراد معاشرہ اس صفت سے متصف ہوں تو معاشرہ میں انسانی رشتوں کے احترام کو ملحوظ رکھا جاتا ہے' حقوق کی رعایت کی جاتی ہے اور برائیوں سے اجتناب ہوتا ہے۔ یوں سماج میں صالحیت' اعتدال اور حسن قائم رہتا ہے۔ اگر سوسائٹی میں شرم وحیا نہ رہے تو بے اعتدالیاں جنم لیتی ہیں' ادائیگی حقوق میں کوتاہی کی جاتی ہے اور گناہوں کی کثرت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں حیا نہ رہے تو پھر تو آزاد ہے' جو چاہے کرتا پھرے۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

جلد 17 | 11 تا 17 ستمبر 2008ء | 10 تا 16 رمضان المبارک 1429ھ | شمارہ 37

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mall:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہلاکو خان کا قہقہہ

آصف علی زرداری پاکستان کے صدر منتخب ہوگئے ہیں۔ امریکہ نے پہلی بار پاکستان پر زمینی حملہ کرکے عورتوں اور بچوں سمیت بیس افراد کو شہید کر دیا ہے۔ بلوچستان میں پانچ خواتین کو زندہ درگور کر دیا گیا ہے۔ بھارت ایٹمی کلب کا باقاعدہ ممبر تسلیم کر لیا گیا ہے۔ پاکستان میں اگلے دو ماہ میں شدید زلزلوں کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ اس ہفتہ کی اِن پانچ خبروں میں سے صرف پہلی خبر کو ایک مثبت خبر قرار دیا جا سکتا ہے، اس لیے کہ جمہوریت میں ووٹوں کو گِنا جاتا ہے تولا نہیں جاتا اور اس گنتی میں آصف علی زرداری سبقت حاصل کر گئے ہیں۔ لہٰذا کسی کو اچھا لگے یا بُرا، وہ ایوانِ صدر میں داخل ہو چکے ہیں۔ آصف علی زرداری کے ماضی پر نگاہ ڈالی جائے تو خیر کی توقع کرنا بہت مشکل ہے۔ اُن پر کرپشن کا کوئی کیس ثابت ہو سکا یا نہیں یہ الگ بات ہے، اس لیے کہ بدعنوانی اور کرپشن کی رسید نہیں دی جاتی۔ پھر یہ کہ مشرف حکومت اُنہیں جیل میں ڈال کر جرم ثابت کرنے کی بجائے بینظیر کو سیاست سے آؤٹ کرنے کی سودابازی میں زیادہ دلچسپی رکھتی تھی۔ بے نظیر دور میں اُن کی کرپشن کے اتنے قصے مشہور ہوئے تھے کہ عام آدمی آوازِ خلق کو نقارہ خدا جانتے ہوئے اِن قصوں کو حقیقت کے انتہائی قریب سمجھتا تھا اور سمجھتا ہے۔

کرپشن کے اِن قصوں کو بھی ماضی کا حصہ سمجھ کر بھلایا جا سکتا تھا، لیکن گزشتہ دنوں اُن کا یہ کہنا کہ وعدہ کوئی قرآن اور حدیث نہیں ہوتا، یورپ میں شائع ہونے والی اُن کی خبروں کی تصدیق کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے کہ اُن کی ذہنی صحت قابلِ رشک نہیں ہے۔ ججوں کی بحالی کے حوالہ سے جو قلابازیاں اُنہوں نے کھائی ہیں وہ بھی شریف النفس اور مثبت سوچ کے حامل عام شہری کے نزدیک ناپسندیدہ فعل ہے۔ خطرناک ترین بات اُن کا یہ فرمانا ہے کہ مشرف سے نجات حاصل کرنے کے لیے ہم نے سپر قوتوں سے کچھ وعدے کیے ہیں، جو انہیں پورے کرنے ہیں۔ یہ وعدے کس نوعیت کے ہو سکتے ہیں۔ اولاً یہ کہ اُن کے اتحادی اور نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کو مسلمانوں کے خون سے رنگین کرنے والے مشرف کو تحفظ دیا جائے اور ثانیاً یہ کہ مشرف کی اس نامعقول اور ظالمانہ پالیسی کو جاری رکھا جائے اور ہماری شمال مغربی سرحد پر مسلمانوں کا خون بہتا رہے۔ ہم نامزد صدر آصف علی زرداری سے یہ سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ قرآن کی موجودگی میں ایک نیک کام انجام دینے کے لئے ایک مسلمان کے ساتھ کیے گئے وعدہ کو آپ ہوا میں اُڑا دیتے ہیں اور ایک کافر حکومت یا حکومتوں سے ایک بُرا اور غیر شرعی کام انجام دینے کے لئے آپ کو وعدے کی پاسداری کا شدت سے احساس ہے۔ شاید اسی لیے صدارتی انتخاب سے دو دن پہلے امریکہ نے زرداری کے سامنے ایک ٹیسٹ کیس رکھا اور پاکستان پر پہلی بار زمینی حملہ کیا۔ حکومتی سطح پر جو بھی جھوٹا سچا احتجاج ہوا، حکمران جماعت کے سربراہ کی حیثیت سے زرداری صاحب نے اِس حملہ کے خلاف ایک لفظ نہیں کہا۔

بہرحال اِس سب کچھ کے باوجود ہم اللہ رب العزت سے جس کی انگلیوں کے درمیاں انسانوں کے دل ہیں، دعا کرتے ہیں کہ وہ پاکستان پر رحم فرمائے اور زرداری صاحب کا دل پھیر دے۔ وہ العزیز اور الحکیم ہے۔ وہ بدترین شخص کو بھی ہدایت کی دولت سے نواز سکتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ نہ صرف زرداری اور اراکین حکومت بلکہ پوری پاکستانی قوم کو حضرت یونسؑ کی قوم کی طرح سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو بقایا چاروں خبروں کی حیثیت ایک زبردست انتباہ اور وارننگ کی ہے۔ کبوتر کی طرح بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لینے سے اور شتر مرغ کی طرح ریت میں سر چھپانے سے نہ موت سے بچا جا سکتا ہے اور نہ ہی طوفان ٹل سکتا ہے۔ ہم اگر روش تبدیل نہیں کرتے تو تباہی و بربادی اور ہلاکت خیزی ہمارا (باقی صفحہ 19 پر)

پیر و مرید

[بالِ جبریل]

مرید ہندی

پڑھ لیے میں نے علومِ شرق و غرب — رُوح میں باقی ہے اب تک درد و کرب!

پیر رومی

دستِ ہر نااہل بیمارت کند! — سوئے مادر آ کہ تیمارت کند!

مرید ہندی

اے نگہ تیری مرے دل کی کشاد — کھول مجھ پر نکتۂ حکمِ جہاد

پیر رومی

نقشِ حق را ھم بہ امرِ حق شکن — بر زُجاجِ دوست سنگِ دوست زن

مرید ہندی

ہے نگاہ خاوراں مسحورِ غرب — حورِ جنت سے ہے خوشتر حورِ غرب

پیر رومی

ظاہر نقرہ گرا سپید است و نو — دست و جامہ ھم سیہ گردد ازو!

مرید ہندی

آہ مکتب کا جوانِ گرم خوں! — ساحرِ افرنگ کا صیدِ زبوں!

پیر رومی

مُرغِ پَرنا رُستہ چُوں پرّاں شود — طعمۂ ھر گربۂ درّاں شود!

مرید ہندی کہتا ہے کہ اگرچہ میں نے تمام مشرقی و مغربی علوم مثلاً ادب، تاریخ، معاشیات، منطق، فلسفہ، عقائد اور علم الکلام وغیرہ پڑھ لیے، لیکن اطمینانِ قلب حاصل نہیں ہوا۔ اِس کی کیا وجہ ہے؟

پیر رومی جواب دیتے ہیں: طبیب ہو یا تیماردار، ہر نااہل شخص کا ہاتھ تجھے مزید بیمار کر دے گا۔ ماں تاہی ہے جو حقیقی تیمارداری کی اہل ہے۔ اُسی کی جانب متوجہ ہونا چاہیے۔ مُراد یہ ہے کہ محض علوم و فنون کے حاصل کرنے سے رُوح کی تشنگی دُور نہیں ہو سکتی، نہ ہی انسان کے دُکھوں کا مداوا ہو سکتا ہے۔ رُوح کی کسک تو اہلِ معرفت ہی رفع کر سکتے ہیں جو اس کے اہل ہوں اور جن میں ماں کی سی شفقت بھی ہو۔

اے میرے پیر و مرشد! آپ کی حکمت و دانش ہر لمحے میرے لیے مشعلِ راہ رہی ہے۔ از راہِ کرم یہ فرمائیے کہ جہاد کی حقیقت کیا ہے؟ یہ نکتہ میرے ذہن میں ابھی تک لاینحل ہے۔

پیر کا جواب: حق کے پیدا کردہ نقوش کو، اسی کے حکم سے مٹانا، یعنی محبوبِ حقیقی کے بنائے ہوئے کانچ کے برتنوں کو، اُسی کے بنائے پتھر سے توڑنا۔ مطلب یہ ہے کہ کفار بھی خدا ہی کے پیدا کردہ ہیں اور قرآن مجید بھی اسی کا نازل کردہ ہے، اور قرآن میں خود اسی نے یہ حکم دیا ہے کہ اگر کفار اعلائے کلمۃ الحق میں تمہارے مزاحم ہوں تو اُن کو صفحۂ ہستی سے مٹا دو۔

زجاجِ دوست کنایہ ہے کفار سے (جو دنیا میں موجود ہیں)

سنگِ دوست کنایہ ہے احکامِ جہاد سے (جو قرآن میں مذکور ہیں)

خلاصۂ کلام یہ کہ مسلمان کو کفار سے کسی قسم کی ذاتی پرخاش نہیں ہے۔ اُن کو قتل کرنے میں اُس کی کوئی ذاتی غرض مخفی نہیں ہے۔ جس خدا نے کافروں کو پیدا کیا ہے، اسی خدا نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ باطل کا زور توڑنے اور دینِ حق کے غلبے کے لیے کفار سے قتال کرو، جو لوگ راہِ حق میں رکاوٹ ڈالیں۔ مومن کے جہاد سے اُس کا مقصود مالِ غنیمت یا دولت، زمین یا عورت نہیں ہے، بلکہ دینِ حق کا غلبہ اور باری تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔

مرید کہتا ہے کہ مشرقی اقوام، مغربی اقوام کی ظاہری شان و شوکت اور چکا چوند سے اِس قدر متاثر ہو چکی ہیں کہ ان کو یورپ کی نیم عریاں عورتیں، جنت کی حوروں سے بھی زیادہ دلکش نظر آتی ہیں۔

پیر جواب دیتے ہیں کہ چاندی بظاہر سفید اور اجلی ہوتی ہے، لیکن اِس کے مس کرنے سے ہاتھ اور لباس دونوں کالے ہو جاتے ہیں۔ یہی حال اُن مغربی عورتوں کا ہے۔ ان کا ظاہر تو بہت دلکش ہے، لیکن باطن سیاہ ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جو شخص اُن کی صحبت میں رہے گا، اُس کے اندر بھی باطنی کثافت پیدا ہو جائے گی، اس لیے ایسی عورتوں پر فریفتگی کارِ عبث ہے۔

مرید کہتا ہے کہ کالجوں میں زیرِ تعلیم مسلمان نوجوان بالعموم مغربی افکار سے متاثر ہو کر اسلام سے بیگانہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

پیر رومی جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ چُوزہ جس کے ابھی پَر نہیں نکلے، اُڑنا شروع کر دے تو یقیناً بلی کا لقمہ بن جائے گا، یعنی اگر مسلمان نوجوان اسلامی تعلیمات سے آگاہی حاصل کیے بغیر مارکس اور فرائیڈ کے غیر اسلامی نظریات اور میکسم گورکی اور آسکر وائلڈ کے مخربِ اخلاق افسانوں کا مطالعہ شروع کر دے گا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اسلام سے بے گانہ ہو جائے گا، اور جب ولایت سے واپس آئے گا تو الحاد اور بے دینی کے لیے باعثِ افتخار بن جائے گا۔

ظلم کی حرمت اور حقیقتِ توحید

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی، لاہور میں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیاتِ قرآنی کی تلاوت، حدیث زیر درس کے بیان اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! ہم آج جس طویل حدیث کا ہم مطالعہ کر رہے ہیں، یہ حضرت ابوذر غفاری ؓ سے مروی ہے۔ آپؓ وہ جلیل القدر صحابی ہیں، جن کے زہد کی گواہی خود نبی کریم ﷺ نے دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زہد کا مشاہدہ کرے تو میرے اِس دوست ابوذرؓ کو دیکھ لے۔ یہ حدیث حدیث قدسی ہے۔ اِس میں اللہ تعالیٰ بڑے محبت بھرے انداز میں اپنے بندوں سے خطاب کر رہا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ پوری حدیث اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک اسم مبارک ''الغنی'' کی تشریح ہے۔ اللہ ''الغنی'' یعنی، بے پرواہ، بے نیاز ہے، اِسے کسی قسم کی کوئی احتیاج نہیں، نہ بڑی نہ چھوٹی۔ اللہ کا یہ نام ''الغنی'' قرآن حکیم میں کئی مقامات پر آیا ہے۔ مثلاً

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴾ (سورۃ لقمان)

''اور ہم نے لقمان کو دانائی بخشی کہ اللہ کا شکر کرو اور جو شخص شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ بھی بے پروا اور سزاوار حمد (وثنا) ہے۔''

یعنی جو شخص اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، وہ یہ اپنے ہی بھلے کو کرتا ہے۔ اِس سے اُس کی اپنی شخصیت کا صحیح رُخ پر اٹھان ہوگا۔ اُس کی اپنی شخصیت صحیح رُخ پر پروان چڑھے گی۔ شکر کا مادہ اُس کی معنوی اور روحانی صحت کی دلیل ہوگا۔ اگر کوئی شکر نہیں کرتا، بلکہ کفرانِ نعمت کرتا ہے تو اُس کا نقصان اُسی کو ہوگا۔ وہ اپنی تباہی خود مول لے گا، اپنی عاقبت خراب کرے گا۔ اللہ تو غنی ہے۔ وہ انسان کے شکر کا ہرگز محتاج نہیں۔ وہ حمید ہے، پوری کائنات اِس کی حمد وثنا میں لگی ہوئی ہے...... ہمیں زندگی کے قدم قدم پر اللہ کا شکر بجا لانا چاہیے۔ بہت سے مواقع ایسے ہیں کہ جن پر بطورِ خاص ہمیں شکر کی تعلیم دی گئی۔ مثال کے طور پر کھانا کھانے کے بعد۔ کھانے سے پہلے ہم بھوکے ہوتے ہیں، نقاہت محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ ہمیں کھانا کھلاتا ہے، تو ہماری بھوک مٹ جاتی ہے اور جسم کو طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اِس پر اللہ کا شکر ادا کریں۔ ہماری زبان پر یہ مسنون دعا ہو

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنِىْ وَسَقَانِىْ وَجَعَلَنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ))

''کل شکر اور تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے کھلایا پلایا اور مسلمانوں میں سے بنایا۔''

اِسی طرح نیند کے بعد بیدار ہونے کا معاملہ ہے۔ نیند ایسی کیفیت ہے جو موت سے مشابہ ہے۔ یہ موت کی بہن ہے۔ اس میں اگرچہ موت کی طرح آدمی کی جان تو نہیں نکلتی ہے، تاہم شعور سلب کر لیا جاتا ہے۔ نیند کے بعد اٹھنا گویا دوبارہ زندگی پانا ہے۔ لہٰذا جب ہم نیند سے بیدار ہوں تو اِس پر اللہ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اِسی لیے ہمیں یہ دعا تلقین فرمائی گئی ہے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ))

''تمام شکر اور تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں زندہ کیا بعد اس کے ہم پر موت طاری کر دی تھی اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

اب ایک دوسری آیت جس میں اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک ''الغنی'' کا ذکر آیا ہے، ملاحظہ ہو۔ یہ آیت سورۃ العنکبوت کی ہے۔ فرمایا:

﴿وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴾

''اور جو شخص جہاد کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لیے جہاد کرتا ہے اور اللہ تو سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔''

یہاں بھی واضح فرما دیا کہ اللہ کی راہ میں مجاہدہ کرنے کا فائدہ خود انسان کو ہے۔ دیکھئے، جہاد بہت عظیم الشان نیکی ہے۔ یہ ایمان حقیقی کا تقاضا اور ایمان کی پکار ہے کہ اہل ایمان اللہ کے دین کے غلبہ کے لیے جہاد کریں، اللہ کی حکومت اور اس کی عظمت و کبریائی کے لیے جسم و جان کی تمام توانائیاں، اپنا تن من دھن لگا دیں۔ اگر کسی بادشاہ کے خلاف بغاوت ہو جائے تو اُس کے وفادار لوگ کیا کرتے ہیں؟ یہی نا کہ کسی نہ کسی طرح بادشاہت restore ہو جائے۔ آج دنیا میں اللہ کے خلاف تاریخ انسانی کی سب سے بڑی بغاوت ہو گئی ہے۔ یہ بغاوت سیکولرازم کی صورت میں ہے، جس کا اصل الاصول انسان کی حیات اجتماعی اور ریاستی نظام سے اللہ اور آسمانی ہدایت کو بے دخل کرنے کا تصور ہے۔ اللہ کے خلاف ایسی بغاوت اِس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ لوگ خدا کے ساتھ شرک کیا کرتے تھے، لیکن خدا کا انکار نہیں کرتے تھے۔ ہندوستان میں مہادیو ایک ہی تھا، البتہ اُس کے ساتھ بے شمار دیوی دیوتاؤں کی پرستش کی جاتی تھی۔ یورپ میں بڑے ''G'' سے لکھے جانے والا ''God'' ایک ہی تھا، اور اُس کی صفات کے حوالے سے یہ عقیدہ بھی تھا کہ وہ Omniscient Omnipotent اور ''Omnipresent'' ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ چھوٹے ''g'' سے لکھے جانے والے بے شمار godesses کا تصور بھی تھا۔ بہر حال سیکولرازم کی صورت میں آج کے انسان نے اللہ تعالیٰ کے خلاف تاریخ انسانی کی سب سے بڑی بغاوت کی، جب اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ ریاستی نظام اور دستور و قانون کی تدوین میں اللہ یا کسی برتر ہستی کی کوئی گنجائش نہیں۔ کسی آسمانی ہدایت کو قانون کی بنیاد نہیں بنایا جاسکتا۔ عوام مقتدرِ اعلیٰ ''Sovereign'' ہیں، لہٰذا قانون سازی انہی کے منتخب نمائندہ کریں گے، اور وہ جو چاہیں گے قانون بنائیں گے۔ اُن کے اِس اختیار پر کوئی قدغن نہیں لگائی جاسکتی۔ سیکولرازم کا ڈھانچہ Human Law کے تصور پر استوار ہے۔ اب اِس بغاوت کو فرو کرنے اور اللہ کے نظام کے احیاء کے لیے جو لوگ جہاد کر رہے ہیں، اپنے جسم و جان کی صلاحیتیں لگا رہے ہیں، اپنے اموال اور اوقات کی قربانی

دے رہے ہیں، وہ بہت عظیم کام کر رہے ہیں...... لیکن اِس کے متعلق بھی فرما دیا کہ وہ یہ کام اپنے ہی بھلے کو کر رہے ہیں۔ اِس سے اُن کی اپنی دنیا و آخرت سنورے گی۔ انہیں کبھی یہ خیال نہیں آنا چاہیے کہ وہ ہم پر کوئی احسان کر رہے ہیں۔ اللہ کو اُن کے جہاد اور قربانیوں کی ہرگز احتیاج نہیں۔ وہ غنی اور بے نیاز ہے۔

اب آیئے، حدیث کا مطالعہ کریں!

عَنْ اَبِیْ ذَرِّ الْغِفَارِیِّ ﷛ ' عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْمَا یَرْوِیْهِ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ : اَنَّهٗ قَالَ:

((یَا عِبَادِیْ! اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ ' وَجَعَلْتُهٗ بَیْنَکُمْ مُحَرَّمًا ' فَلَا تَظَالَمُوْا))

سیدنا ابوذر غفاری ﷛ نبی اکرم ﷺ سے حدیث قدسی روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"میرے بندو! میں نے اپنے اوپر حرام کر رکھا ہے کہ کسی پر ظلم کروں اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔"

ظلم یہ بھی ہے کہ کسی کو اُس کے اچھے عمل کا بدلہ نہ دیا جائے اور یہ بھی ہے کہ کسی کو اُس کے ناکردہ کی سزا دی جائے۔ دنیا میں بسا اوقات اِس طرح کی ناانصافیاں ہوتی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں کسی بھی قسم کے ظلم کا کوئی امکان نہیں۔ اللہ نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر دیا ہے۔ پھر یہ کہ جس طرح وہ خود کسی پر ظلم نہیں کرتا، اُسے یہ بھی ہرگز گوارا نہیں کہ اُس کے بندے ایک دوسرے پر ظلم کریں۔ چنانچہ اُس نے انسانوں کا ایک دوسرے پر ظلم کرنا بھی حرام ٹھہرایا ہے۔ کسی بھی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ دوسروں پر زیادتی کرے، اُن کا حق مارے۔ ظلم کی مختلف صورتیں ہیں، جو افراد ایک دوسرے پر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک آدمی دوسرے کے متعلق سوئے ظن رکھتا ہے جبکہ اس کے پاس اِس کا کوئی واضح ثبوت نہیں تو گویا وہ اُس پر ظلم کرتا ہے۔ اِسی طرح جو شخص دوسرے کی غیبت کرتا ہے، وہ اُس کے ساتھ سخت زیادتی کرتا ہے۔ قرآن حکیم نے غیبت کی اِس قدر شناعت بیان کی ہے کہ اِسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ دوسروں کا حق ادا نہ کرنا، اُن کا مال ہتھیا لینا، اپنی بہنوں کو وراثت میں سے محروم کرنا، دوسروں کو دھوکہ دے کر شے فروخت کرنا وغیرہ، سب ظلم کی صورتیں ہیں۔ ظلم کی ہر صورت سے اللہ نے منع فرما دیا ہے۔ ہمیں چاہیے شعوری طور پر ظلم و زیادتی سے اجتناب کریں۔

آگے فرمایا:

((یَا عِبَادِیْ! کُلُّکُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَیْتُهٗ ' فَاسْتَهْدُوْنِیْ اَهْدِکُمْ))

"میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں' پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تمہیں ضرور ہدایت دوں گا۔"

اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان اور فضل ہے کہ اُس نے ہمیں مسلمان پیدا کیا، ایمان کی دولت بخشی۔ یہ ہدایت کلی ہے جو اللہ نے ہمیں دی ہے۔ ایک ہدایت جزوی ہے جس کی زندگی کے قدم قدم پر ہمیں ضرورت پیش آتی ہے۔ اللہ سے اِس ہدایت کی طلب ہم نماز کی ہر رکعت میں کرتے ہیں۔ اهدنا الصراط المستقيم (اے پروردگار) "تو ہمیں سیدھے راستے پر چلا"۔ جو شخص نماز پڑھتا ہے، ظاہر ہے کہ وہ اللہ، اُس کے رسول ﷺ اور یوم آخرت پر ایمان تو رکھتا ہے، وہ جس ہدایت کی دعا کرتا ہے، وہ بھی ہدایت جزوی ہوتی ہے، تا کہ شاہراہ حیات پر قدم قدم پر اُسے جو دوراہے پیش آتے ہیں، اُن میں صحیح راستے کو اختیار کر سکے۔ اگر اللہ کی ہدایت نہ ہو، تو آدمی گمراہ ہو جائے۔

((یَا عِبَادِیْ! کُلُّکُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ اُطْعِمْکُمْ))

"میرے بندو! تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سوائے اس کے جسے میں کھانا دوں' پس تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں ضرور کھانا دوں گا۔"

اللہ تعالیٰ جس طرح تمام مخلوقات کا خالق ہے، اِسی طرح وہی سب کو رزق دینے والا بھی ہے۔ ہم سب کی کھانے پینے اور روزی کی اور دوسری تمام ضروریات کو وہی پوری کرتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ تم سب بھوکے ہو سوائے اُن کے جن کو میں کھلاؤں۔ اگر میں نہ کھلاؤں تو تم کبھی اپنی بھوک ختم نہیں کر سکتے۔ جب تمہیں کھلانے والا اور روزی رساں میں ہوں تو تمہیں چاہیے کہ صرف مجھ ہی سے روزی مانگو، مجھ ہی سے سوال کرو، میں تمہاری ضرورت کو پورا کروں گا، اور تمہاری بھوک کو مٹا دوں گا۔

پریس ریلیز 5 ستمبر 2008ء

انگور اڈہ میں امریکی فوجی کارروائی ہماری سالمیت اور خودمختاری پر حملہ ہے

اسلام کے نام لیوا قبائلی سرداروں اور سینٹ کے ڈپٹی چیئرمین کا خواتین کو زندہ درگور کرنے کے ظالمانہ اور شرمناک جرم کا دفاع قابل مذمت ہے

حافظ عاکف سعید

جنوبی وزیرستان میں وانا کے قریب انگور اڈہ میں امریکی فوجی کارروائی کے نتیجے میں کئی بے گناہ شہریوں سمیت خواتین اور بچوں کی ہلاکت کی خبر انتہائی افسوس ناک ہے۔ یہ واقعہ نہ صرف ہماری سالمیت اور خودمختاری پر زبردست حملہ ہے بلکہ پاکستانی قوم سمیت ہماری حکومت کے منہ پر امریکہ کا زوردار طمانچہ ہے۔ امریکہ کے اس اقدام کے بعد حکومت کے ذمہ داروں کو چاہیے کہ یا تو وہ اپنی نااہلی کا اعتراف کرتے ہوئے حکومت سے فوری طور پر دستبردار ہو جائیں یا پھر امریکہ کی اس ننگی جارحیت کا منہ توڑ جواب دے کر ثابت کریں کہ ہم ایک آزاد قوم ہیں۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام میں اپنے خطاب جمعہ میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کا صدر اس شخص کو ہونا چاہیے جو مثالی کردار کا حامل اور امانت و دیانت کا پیکر ہو۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ پاکستانی قوم ایسے شخص کو اپنا صدر بنانے کے لیے تیار ہے جس کے غیر ذمہ دارانہ کردار کا یہ عالم ہے کہ وہ تحریری معاہدوں سے بھی مکر جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے علاقے میں خواتین کو زندہ درگور کرنے کی خبر بھی انتہائی شرمناک ہے۔ جہاں اس دردناک واقعے کی وجہ سے پاکستان کو پوری دنیا میں ہزیمت اور رسوائی کا سامنا ہے وہاں بحیثیت مسلمان یہ ہمارے لیے انتہائی افسوس کا مقام بھی ہے کہ جس اسلام نے دورِ جاہلیت کی تمام ظالمانہ رسوم و روایات کا مکمل خاتمہ کر دیا تھا اسی اسلام کے نام لیوا قبائلی سردار اور سینٹ کے ڈپٹی چیئرمین ان ظالمانہ روایات کا دفاع کر رہے ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کہا کہ یہ اللہ کے دین سے بے وفائی کی سزا ہے جو ہمیں اس دنیا میں ذلت اور رسوائی کی شکل میں مل رہی ہے۔ ہمارے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔ تمام عالمی خفیہ ایجنسیاں پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کرنے اور اس کے حصے بخرے کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ بھارت، امریکہ اور اسرائیل متحد ہو کر پاکستان کے خلاف گھناؤنی سازشیں کر رہے ہیں اور اس کے لیے افغانستان کی سرزمین کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے شمالی علاقہ جات اور ہمارے قبائلی علاقے شدید بدامنی اور خانہ جنگی کا شکار ہیں۔ اگر ہم اس ذلت اور رسوائی کے عذاب سے نکلنا چاہتے ہیں تو ہمیں انفرادی اور اجتماعی سطح پر اپنے سابقہ گناہوں کی معافی اور اللہ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے دوٹوک الفاظ میں مطالبہ کیا ہے کہ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ لیکن افسوس کہ ہم نماز روزہ تو کر لیتے ہیں لیکن عملی زندگی میں اسلامی تعلیمات کو اختیار کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اگر ہم نے انفرادی اور اجتماعی سطح پر اللہ کا دین نافذ نہ کیا تو یہ ذلت و رسوائی ہمارا مقدر بنی رہے گی اور آخرت میں سخت ترین عذاب کی وعید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ (آمین)۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

روزی روٹی کے علاوہ انسان کی ایک نہایت اہم ضرورت تن ڈھانپنے کو لباس کی ہے۔ آگے اس بابت انسان کی احتیاج اور اللہ کی بے نیازی کا تذکرہ کیا گیا۔

((یَا عِبَادِیْ! کُلُّکُمْ عَارٍ اِلاَّ مَنْ کَسَوْتُہٗ ، فَاسْتَکْسُوْنِیْ اَکْسُکُمْ))

"میرے بندو! تم میں سے ہر ایک ننگا ہے سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں' پس تم مجھ سے لباس طلب کرو میں تمہیں لباس دوں گا۔"

اس کے بعد اللہ نے انسان کے خطا کار ہونے اور اپنی شان غفوری کا ذکر فرمایا:

((یَا عِبَادِیْ! اِنَّکُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ ، وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ، فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ اَغْفِرْلَکُمْ))

"میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہ معاف کرنے والا ہوں' پس تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تمہیں بخش دوں گا۔"

انسان خطا کا پتلا ہے۔ سو اللہ نے واضح فرما دیا میرے بندو! اگرچہ تم دن رات خطائیں کرتے ہو، تم سے تقصیرات ہوتی ہیں، تم سے کوتاہیاں ہوتی ہیں، مگر میں تمہیں سزا نہیں دینا چاہتا، بلکہ اپنے دامن رحمت میں لے لینا چاہتا ہوں، لہٰذا تم مجھ سے توبہ مانگو، مغفرت اور بخشش چاہو، میں تمہیں معاف کر دوں گا۔ تمہارے گناہوں کو تمہاری توبہ دھو ڈالے گی۔ غلطی کرنا انسان کا خاصہ ہے، لیکن اُس پر اصرار کرنا، اُس کو صحیح سمجھنا یہ شیطانی روش ہے۔ آدمیت یہ ہے کہ آدمی اپنی خطا پر نادم اور شرمندہ ہو، فوراً اللہ سے مغفرت طلب کرے۔ اللہ اُس کو معاف کر دے گا، خواہ اس کی غلطی کتنی ہی بڑی کیوں نہیں ہو۔ حدیث میں اُن لوگوں کو بہترین لوگ قرار دیا گیا ہے، جو اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "تمام انسان خطا کار ہیں اور خطا کاروں میں سب سے بہترین وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔"

اس کے بعد جو الفاظ آ رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی سے اظہار کے لیے Climax ہیں:

((یَا عِبَادِیْ! اِنَّکُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّیْ فَتَضُرُّوْنِیْ ، وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِیْ فَتَنْفَعُوْنِیْ یَا عِبَادِیْ! لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَآخِرَکُمْ ، وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ ، کَانُوْا عَلٰی اَتْقٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ ، مَا زَادَ ذٰلِکَ فِیْ مُلْکِیْ شَیْئًا ، یَا عِبَادِیْ! لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَآخِرَکُمْ ، وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ ، مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِنْ مُّلْکِیْ شَیْئًا))

"میرے بندو! تم مجھے کچھ نقصان پہنچا سکتے ہو نہ فائدہ۔ میرے بندو! اگر تم سب کے سب اگلے پچھلے انسان اور جن تم میں سے نیک ترین شخص کی مانند بن جائیں تو اس سے میری حکومت میں بالکل اضافہ نہ ہوگا۔ میرے بندو! اگر تم سب کے سب اگلے پچھلے انسان اور جن تم میں سے بدترین شخص کی مانند بن جائیں تو اس سے میری حکومت میں بالکل کمی نہیں آئے گی۔"

یعنی بندگان خدا کی کوئی حیثیت نہیں کہ اللہ کو نقصان پہنچائیں، خواہ وہ سب کے سب کفر کریں، اس کی شان میں (معاذ اللہ) گستاخیاں کریں۔ اِسی طرح اُن میں ہرگز یہ طاقت بھی نہیں کہ اگر اللہ کو نفع دینا چاہیں تو نفع دیں۔ آگے واضح فرمادیا کہ اگر دنیا کے اول و آخر جن وانس سارے کے سارے سب سے نیک آدمی کی طرح ہو جائیں، تقویٰ، وفاشعاری اور بندگی کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جائیں، سب ابوبکر صدیقؓ جیسے ہو جائیں تو بھی اُن کی یہ حیثیت نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں کوئی اضافہ کر سکیں......اسی طرح اگر اول و آخر سب کے سب بدترین کردار اپنالیں، ابوجہل اور شیطان بن جائیں، پھر بھی انہیں اس کی طاقت نہیں کہ اللہ کی سلطنت میں کمی کر سکیں۔

اس کے بعد اس بات کی وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمام خزانوں کا مالک ہے۔ وہ اپنے بندوں کو جتنا بھی عطا کرے، اُس کے خزانوں میں ذرہ برابر کمی نہیں ہو سکتی۔

((یَا عِبَادِیْ! لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَآخِرَکُمْ ، وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ ، قَامُوْا فِیْ صَعِیْدٍ وَاحِدٍ فَسَاَلُوْنِیْ ، فَاَعْطَیْتُ کُلَّ اِنْسَانٍ مَّسْاَلَتَہٗ ، مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِمَّا عِنْدِیْ اِلاَّ کَمَا یَنْقُصُ الْمِخْیَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ))

"اگر تمہارے اگلے پچھلے انسان اور جن' تمام کے تمام کھلے میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگیں اور میں ہر ایک کو اس کے مانگنے کے مطابق دیتا جاؤں تو اس سے میرے خزانوں میں بس اتنی سی کمی آئے گی جتنی سمندر میں سوئی ڈبو کر نکالنے سے سمندر میں کمی آتی ہے۔"

آگے فرمایا:

((یَا عِبَادِیْ! اِنَّمَا ھِیَ اَعْمَالُکُمْ اُحْصِیْھَا لَکُمْ ، ثُمَّ اُوَفِّیْکُمْ اِیَّاھَا))

"میرے بندو! میں تمہارے اعمال کو محفوظ کر رہا ہوں' پھر تمہیں ان کی پوری پوری جزا دوں گا' پس جو شخص اچھا نتیجہ پائے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور جسے اچھا نتیجہ نہ ملے تو وہ صرف اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔"

یہاں قیامت کے حوالے سے انسانی اعمال اور اُن کی جزا کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ اپنے بندوں کے اعمال کو محفوظ کر رہا ہے۔ اُسے کسی سے دشمنی نہیں ہے کہ جس کی بنا پر اُسے جہنم میں ڈال دے۔ اُسے کوئی نقصان تو نہیں پہنچا سکتا کہ اللہ ذاتی دشمنی کی بنا پر اُسے عذاب دے کر اُس نقصان کی تلافی کرے۔ یہ تو انسان کے اپنے اعمال ہیں جن کی فصل اُسے آخرت میں کاٹنی پڑے گی۔ اللہ ان اعمال کا ریکارڈ محفوظ کر رہا ہے۔ اور جب روزِ حساب آئے گا تو ہر نیک اور برے عمل کو بندے کے سامنے لے آئے گا۔

﴿فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ﴿۷﴾ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ﴿۸﴾﴾

(الزلزال)

"تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اُسے دیکھ لے گا۔"

اب آخری ٹکڑا آ رہا ہے:

((فَمَنْ وَّجَدَ خَیْرًا فَلْیَحْمَدِ اللّٰہَ ، وَمَنْ وَّجَدَ غَیْرَ ذٰلِکَ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلاَّ نَفْسَہٗ))

(رواہ مسلم)

"جو شخص اچھا نتیجہ پائے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور جسے اچھا نتیجہ نہ ملے تو وہ صرف اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔"

انسان جو خیر و بھلائی کا کام کرتا ہے، وہ بھی اللہ کی توفیق سے کرتا ہے، لہٰذا اس پر اُسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے، جب اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے، تو اُن کی زبانوں پر یہ ترانہ حمد ہوگا۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا ۣ وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ ۚ﴾

(الاعراف:43)

"اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو یہاں کا راستہ دکھایا اور اگر اللہ ہم کو راستہ نہ دکھاتا تو ہم راستہ نہ پا سکتے۔"

اہل ایمان کی روش یہ ہوتی ہے کہ وہ نیکی اور راستی کے باوجود اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ وہ نیکی پر اتراتے نہیں، نہ انہیں اس پر غرور اور ناز ہوتا ہے کہ اُن کی نیکیوں کی بدولت اُن کے لیے جنت یقینی ہے، بلکہ وہ خوف و امید کی کیفیت میں ہوتے ہیں...... یہ بات واضح ہو کہ اعمال صالحہ اپنی جگہ، لیکن اُن پر غرور نہیں ہونا چاہیے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "کوئی بھی شخص محض اپنے عمل کی بنا پر جنت میں داخل نہ ہو سکے گا، جب تک اللہ کی رحمت دستگیری نہ فرمادے"۔ اس پر کسی صحابیؓ نے بڑی ہمت کر کے پوچھ لیا، یارسول اللہ ﷺ کیا آپ بھی؟ آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا "ہاں میں بھی، مگر یہ کہ میرا رب مجھے اپنی رحمت کی چادر اوڑھا دے"...... جو شخص آخرت میں اپنے نامہ اعمال میں نیکیاں دیکھے، چاہیے کہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرے، کہ اُس کی توفیق سے وہ یہ اچھے کام کر سکا۔ اور جو اپنے نامۂ اعمال میں برائیاں دیکھے، تو اس کا الزام کسی اور کو نہ دے بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل اور رحمت سے نوازے۔ آمین

[تلخیص: محبوب الحق عاجز]

ماہ مبارک کو مکدر نہ کیجئے

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی

رمضان کی خصوصیات سے تو امت مسلمہ واقف ہے۔جی چاہتا ہے کہ رمضان المبارک میں مروجہ منکرات کی بھی نشاندہی کر دی جائے یعنی ان برائیوں کا ذکر کر دیا جائے جو اس مہینہ میں عموماً لوگوں سے سرزد ہوتی ہیں، کیونکہ شیطان ہر ممکن طریق سے نیک بندوں کا روڑا بننے کے ڈھنگ نکالتا ہے، اور منکرات کو رواج دینے میں اس طرح کامیاب ہو جاتا ہے کہ اکثر عوام بلکہ بعض خواص بھی برائی کو نیکی سمجھنے لگتے ہیں۔ اور گناہ کو ثواب سمجھ کر کرتے رہتے ہیں۔ سالہا سال کے مشاہدات اور تجربات کے بعد مروجہ منکرات حیطہ تحریر میں لا رہا ہوں:

1۔ ایک بہت برا رواج یہ ہو گیا ہے کہ کمسن بچوں کو روزہ رکھا کر بچے کا فوٹو اخبارات میں شائع کرایا جاتا ہے۔ اس طرح کمسنی ہی میں بچے کے ذہن میں ریاکاری کا بیج بو دیا جاتا ہے اور بچے کے دل میں یہ بات جم جاتی ہے کہ روزہ رکھنا ایسا کام ہے جس کا اخبار میں اشتہار دینا چاہیے، اور نیکی کو اچھالنا بھی ایک ضروری کام ہے، العیاذ باللہ روزہ رکھنا مقصود نہیں بلکہ شہرت مقصود ہے۔ سب جانتے ہیں کہ ریاکاری نیکیوں کی آری ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی، نیکی نہیں رہتی۔

2۔ ایک رواج یہ ہے کہ افطار کی دعوتیں دی جاتی ہیں۔ دعوت و ضیافت تو اچھا کام ہے مگر اس کے ساتھ یہ جو مصیبت کھڑی ہو گئی ہے کہ افطار کرتے کرتے نماز مغرب بالکل چھوڑ دیتے ہیں یا باجماعت ترک کر دیتے ہیں، یہ ایک عظیم خسارہ ہے۔ اگر دعوت نہ ہوتی تو جماعت کی نماز مسجد میں پڑھتے اور 27 نمازوں کا ثواب پاتے، مگر دعوت نے یہ سب ثواب ضائع کر دیا، کیا مزا رہا جب دعوت انسانی کی وجہ سے دعوت رحمانی کی شرکت سے محرومی ہو گئی جس کی طرف حی علی الفلاح کے ذریعہ منادئ ربانی نے بلایا تھا۔ ان میں وہ حضرات بھی ہوتے ہیں جو دوسرے مہینوں میں صف اوّل اور تکبیر اولیٰ کا ناغہ نہیں ہونے دیتے، مگر رمضان جیسے مبارک ماہ میں جو کہ ازدیاد حسنات (نیکیاں زیادہ کرنے) کا مہینہ ہے صف اوّل اور تکبیر اولیٰ کے عظیم ثواب کو افطاری کی نذر کر دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ سمجھ دے۔ اور ہاں بعض ضیافتوں میں مولوی، حافظ، قاری حضرات موجود ہوتے ہیں، یہ صاحب دعوت ہی کے گھر میں جماعت کی نماز پڑھا دیتے ہیں۔ جماعت کا ثواب تو مل جاتا ہے مگر دو باتیں اس میں بھی قابل توجہ ضروری ہیں۔ ایک تو وہی بات جو ابھی عرض کی گئی کہ جس ماہ میں زیادہ نیکیوں کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے اس میں بڑی جماعت کی

> دعوت و ضیافت تو اچھا کام ہے مگر اس کے ساتھ یہ جو مصیبت کھڑی ہو گئی ہے کہ افطار کرتے کرتے نماز مغرب بالکل چھوڑ دیتے ہیں یا باجماعت ترک کر دیتے ہیں، یہ ایک عظیم خسارہ ہے

شرکت چھوڑی اور مسجد جانے پر جو ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے اس سے محروم ہوئے۔ دوسرے یہ کہ مسجد کی جماعت چھوڑ کر گھروں میں چھوٹی چھوٹی جماعتیں کرنا شریعت کے مزاج کے خلاف ہے اور سنت نبویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کے ساتھ بالکل اس کا جوڑ نہیں بیٹھتا۔ ہر نیک کام کی رفعت و بلندی کا معیار سنت کے مطابق ہونا ہے۔ تھوڑا تھوڑا ہٹنے سے آگے چل کر بہت زیادہ ہٹ جاتے ہیں۔ بہت سی بدعتوں نے اسی طرح رواج پایا ہے۔

شاید کوئی صاحب یہ خیال فرمائیں کہ دعوت جیسی نیکی سے روکا جا رہا ہے حالانکہ یہ سنت کا کام ہے۔ سُنت ہونے میں کیا شک ہے، مگر نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنا کیا سنت نہیں ہے؟ ضرور سُنت ہے اور بہت بڑی سنت ہے، اس کو ترک نہ کرو، اور دعوت بھی خوب کھاؤ، جس کا طریقہ یہ ہے کہ صاحب دعوت سے کھجوریں لے کر افطار کر لیں اور نماز باجماعت مسجد میں ادا کریں اور نماز سے فارغ ہو کر اچھی طرح ما حضر نوش جان فرمالیں۔

بات یہ ہے کہ شریعت کی پاسداری ملحوظ خاطر ہو تو ہر بات کا دھیان رہے، چونکہ دنیاداری کے اصول پر ادلے بدلے کے عنوان سے دعوتیں ہوتی ہیں، بلکہ الیکشن جیتنے تک کے مضمرات اس میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔ ووٹروں اور سپورٹروں کو دعوت کے ذریعہ مانوس کیا جاتا ہے اور یہ دعوتیں چیئرمینوں اور ممبروں بلکہ وزیروں اور ان کے مشیروں اور عزیزوں کو بطور رشوت کھلائی جاتی ہیں، اس لیے شریعت کے اصول کا خیال نہیں رہتا۔ خدارا ذرا غور کریں، کیا ایسی دعوتیں سنت ہیں جن پر نماز یا نماز باجماعت کو قربان کیا جا سکے۔ پھر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ نام تو ہے ''افطار پارٹی'' کا، مگر اس میں چونکہ مندرجہ بالا اصول کے مطابق دعوت دی جاتی ہے اس لیے اکثر بے روزہ دار بھی تشریف لا کر روزہ کھول لیتے ہیں۔

3۔ بعض مساجد میں تراویح کا بوجھ اتارنے کے لیے عشاء کی اذان وقت سے پہلے دے دیتے ہیں، حالانکہ اذان وقت ہونے کے بعد ہونی چاہیے۔ اور مسجد سے جلد نکل کر ہوٹل میں بیٹھنے کے لیے ریل کی طرح تیز رفتار حافظ ریل کو ترجیح دیتے ہیں خواہ حروف کٹنے کی وجہ سے ایک آیت بھی صحیح نہ ہو۔

4۔ بہت سی عورتیں تراویح نہیں پڑھتیں اور اس کو صرف مردوں کے کرنے کا کام سمجھا جاتا ہے حالانکہ نماز تراویح بالغ مرد و عورت سب کے لیے سنت موکدہ ہے۔

5۔ بعض لوگ پورے ماہ تراویح پڑھنا ضروری خیال نہیں کرتے بلکہ صرف ایک بار قرآن مجید سن لینا کافی سمجھتے ہیں، خواہ جتنے دن میں بھی ختم ہو جائے، حالانکہ تراویح رمضان کی آخری رات تک پڑھنا سنت موکدہ ہے اور ختم قرآن مستقل سنت ہے۔

6۔ بعض مساجد میں نابالغ کے پیچھے نماز تراویح پڑھ لیتے ہیں، اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر ہونے کے بھی مدعی ہیں، حالانکہ حنفی مذہب میں نابالغ کی اقتداء میں فرض، سنت، نفل کچھ جائز نہیں۔

7۔ ختم کے دن برقی قمقموں اور رنگ برنگ کی لمبی لمبی لائٹوں سے مساجد کی سجاوٹ کی جاتی ہے اور اس کی دیکھ بھال

کے باعث منتظمین مسجد اس رات کو نماز باجماعت بلکہ پوری یا آدھی تراویح کی شرکت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں، بھلا قلوب کو منور کرنے والے انوار قرآنیہ کے سامنے اس ظاہری آرائش کی کیا ضرورت ہے؟ محققین کے نزدیک یہ سب اسراف اور فضول خرچی ہے جس کے لیے شریعت میں وعیدیں آئی ہیں۔

8۔ معروف طریقہ پر تراویح میں قرآن مجید سنانے والے حفاظ کو خدمت کے نام سے رقم دی جاتی ہے جس کا لینا دینا ناجائز ہے۔

9۔ مسجد کی سجاوٹ اور مٹھائی نیز حافظ صاحب کو دینے کے لیے چندہ کیا جاتا ہے جو بہت سے حضرات خوش دلی سے نہیں بلکہ محلّہ کے بڑے لوگوں کا منہ دیکھ کر دیتے ہیں اور وفد جانے کے دباؤ سے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہیں حالانکہ جب تک طیب نفس سے نہ دیا جائے اس وقت تک کسی کا ایک پیسہ لینا بھی حلال نہیں ہوتا، اگر کسی ضرورت سے چندہ کرنا ہو تو صرف ضرورت سامنے رکھ دیں پھر جس کا جی چاہے خود سے دے یا نہ دے۔ وفد بنا کر جانا زور ڈالنے کے لیے ہوتا ہے جو شرعاً صحیح نہیں۔

10۔ عموماً اکثر مساجد میں اعتکاف کے لیے کوئی نہیں بیٹھتا حالانکہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت موکدہ علی الکفایہ ہے، کوئی بھی نہ کرے گا تو سب گنہگار ہوں گے۔ بعض جگہ اپاہج قسم کے لوگوں کو روٹی کپڑے کا لالچ دے کر اعتکاف میں بٹھا دیتے ہیں اور یہ لوگ اکثر مسائل سے بھی واقف نہیں ہوتے اور یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ اعتکاف مسجد سے باہر رہنے سے فاسد ہو جاتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کو اس لیے انتخاب کرتے ہیں کہ مال و دولت والے حضرات مسجد میں دس دن گزارنے کو کسر شان سمجھتے ہیں یا دنیاوی مشغولیتوں کو اللہ کے گھر میں رہنے سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں، یہ حُبّ دنیا ہے۔

11۔ شبینوں میں یا تہجد کے وقت بعض مساجد یا خانقاہوں میں نوافل کی جماعتیں ہوتی ہیں، حالانکہ غیر فرائض کی جماعت مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر صرف دو تین مقتدی ہوں تو گنجائش ہے۔ لہٰذا نوافل باجماعت نہ پڑھیں، اگر شبینہ کرنا ہو تو تراویح میں پڑھیں بشرطیکہ سب توجہ سے سنیں، قرآن کی طرف سے بے التفاتی نہ ہو اور ضعیفوں کی رعایت بھی ضروری ہے۔ ان کے لیے چھوٹی سورتوں سے پہلے تراویح پڑھا دیں۔

✿✿✿✿✿

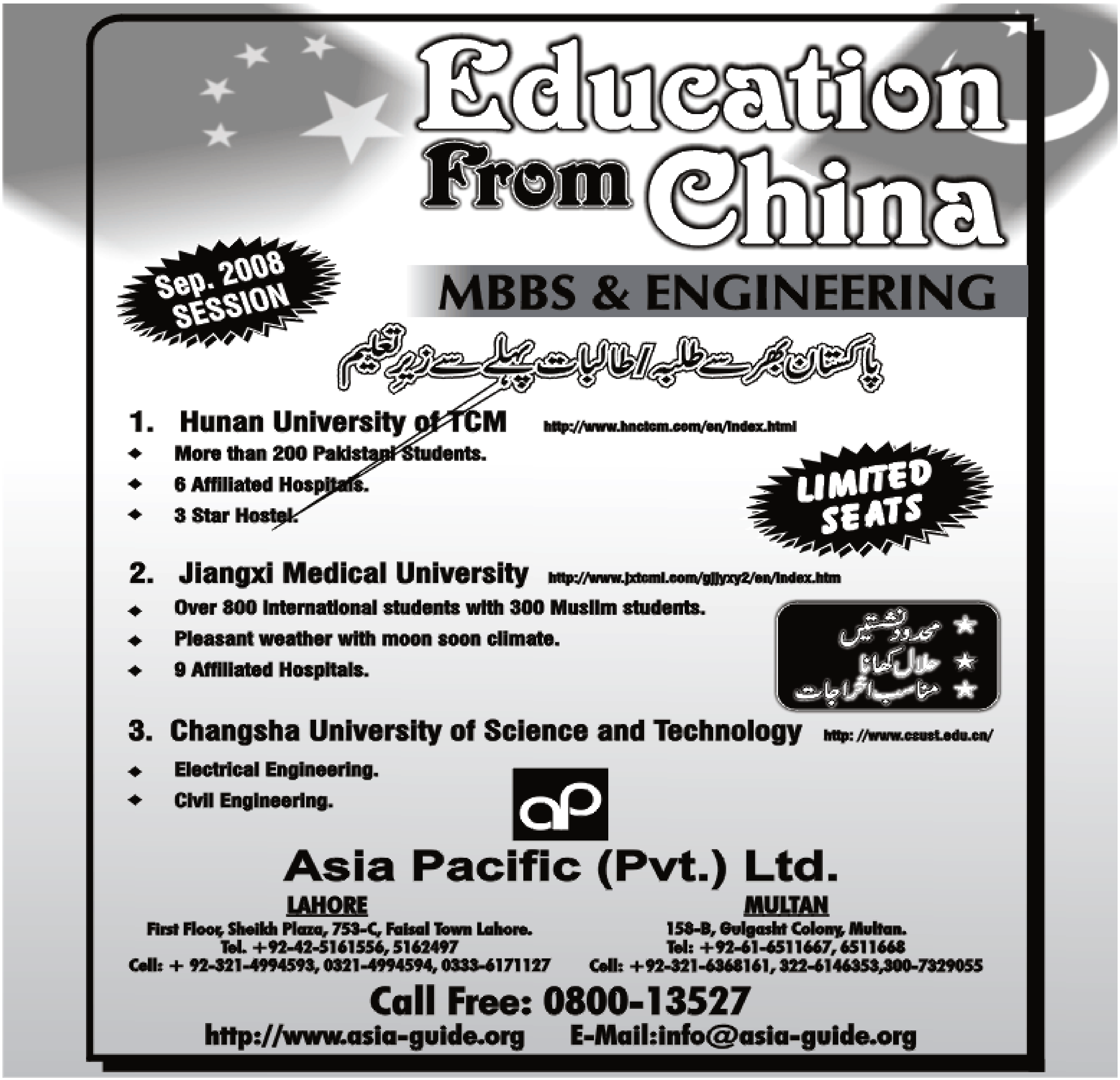

بوسنیائی مسلمانوں کی معاشرت

سید قاسم محمود

شہر سراجیوو ایک کشادہ وادی کے دامن میں دریائے درنیا کے کنارے واقع ہے۔ اس پر رومن حکمران کوس لمن الملک الیوم بجاتے رہے۔ پھر سلافی نسل کے بادشاہ آکر براجمان ہوگئے۔ 1443ء میں ترک مسلمان آگئے اور یہ شہر 1878ء تک ترکوں کی عدل گستری اور اسلام کی خوشبو سے چار صدیوں تک مہکتا رہا۔ پھر اس کا دور غلامی شروع ہوگیا اور اب ایک مرتبہ پھر یہ آزاد فضا میں اسلام کے زیر سایہ دوبارہ واپس آجانے کے لیے مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہا ہے۔

سراجیوو کی مشہور ترین عمارت قصر "سرائے" ہے۔ یعنی ترکی زبان میں "مرکز حکومت"۔ پچھلی دونوں عالمی جنگوں میں یہ شہر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا، مگر آج یہ ماڈرن کیپیٹل ہے اور اس کی آبادی پانچ لاکھ سے زائد ہے۔

سراجیوو پورے یورپ میں اسلامی طرز تعمیر کے لحاظ سے شہرت رکھتا ہے۔ اس میں چاروں طرف مسجدیں اور قدیم تاریخی درسگاہیں پائی جاتی ہیں۔ ان میں ایک جامع غازی خسرو بک ہے۔ نہ صرف یوگوسلاویہ، بلکہ پورے یورپ میں اس کا چرچا ہے۔ اس کا مینار 47 میٹر بلند ہے۔ دوسری جامع حکر کچھنا ہے جو بوسنیا وہرزیگووینا کی قدیم ترین جامع ہے۔ جامع حاجی حسانو اور جامع علی پاشا سولھویں صدی عیسوی کے اندر وجود میں آنے والے اسلامی طرز تعمیر کا نادر نمونہ سمجھی جاتی ہیں۔ جامع فرہاد بک بھی قابل دید جگہ ہے۔

اور آگے بڑھیں تو جامع مشجیتا آئے گی جو 1528ء میں تعمیر کی گئی اور 1700ء میں اسے دوبارہ مرمت کیا گیا۔ اس کی دو دیواروں پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ جامع سراج عالیہ بھی 1528ء میں بنائی گئی تھی۔ اس کو 1892ء میں دوبارہ مرمت کیا گیا۔ جامع سفید بھی بہترین تاریخی مقام ہے۔ جامعہ المغربیہ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس کے ستون لکڑی کے ہیں۔ آج مجموعی طور پر سراجیوو میں ستر مسجدیں ہیں، جہاں خدائے واحد کی عبادت ہوتی ہے اور کتاب اللہ کی روح پرور صدائیں گونجتی ہیں۔

سراجیوو کی سیر کرنے والے کو اسلامی طرز کے قدیم بازار سے گزرنا پڑتا ہے۔ ان میں ایک بازار صفارین ہے۔ یہ سراجیوو کے پرہجوم بازاروں میں سے ایک ہے۔ کئی بار یہ بازار آتشزدگی کا شکار ہوا۔ آخری بار 1852ء میں اس میں آگ کے شعلے بھڑکے تھے مگر اب یہ سیاحوں کے لیے مرکزی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ دوسرا بازار باش جارسیا ہے۔ یہ شہر کا تجارتی اور گھریلو صنعتوں کا مرکز کہلاتا ہے۔ سولھویں صدی عیسوی میں یہ بازار قائم کیا گیا جب کہ یہاں اسلام کی حکمرانی عروج پر تھی اور پھر بار بار اس کی تجدید و تعمیر کی گئی۔ قدیم دور سے چلی آنے والی روایتی دستکاری کی دکانیں یہاں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اس بازار سے گزرنے والا دیکھے گا کہ بوڑھے مرد، پرانے طرز کا روایتی لباس پہنے، ظروف سازی اور دستی صنعتکاری میں مگن ہیں۔ اس عوامی بازار سے گزرتے ہوئے آپ کو گوشت بھننے کی خوشبو اپنی طرف کھینچ رہی ہوگی۔ دراصل یہاں چھوٹے چھوٹے ریستوران بنے ہوئے ہیں۔ قدامت و کہنگی ان کے در و دیوار سے عیاں ہے۔ عثمانی دور کے رواج کے مطابق ان میں بیٹھنے کے لیے لکڑی کے تخت پوش بچھے ہوں گے۔

بوسنیا کے مسلمان دین کا صاف اور سادہ تصور رکھتے ہیں۔ دوسرے مسلم ممالک میں جو بدعات وخرافات رائج ہیں، وہ یہاں نہیں ہیں

کسی مسلمان یا عرب زائر کو سراجیوو کا حال سن کر بڑی حیرت ہوگی۔ تعلیم و ثقافت کے لحاظ سے یہاں یورپی ذوق عام ہے مگر جب صبح ہوتی ہے تو چاروں طرف سے لاؤڈ سپیکروں کے ذریعے اذان کی آواز کانوں میں گونج جاتی ہے۔ ہاں یہ یورپ تو ہے، مگر اسلام کا مرکز چار صدیوں تک اسلام کی راجدھانی بنے رہنے کے بعد اب پھر یہ ماضی کی تجدید کر رہا ہے اور یہی تجدید یورپ کے صلیب پرستوں کو ناگوار گزر رہی ہے اور وہ اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجانے پر تلے ہوئے ہیں۔

جمعہ کے روز جب مسجد میں اذان ہو جاتی ہے تو لوگ مسجد کی طرف چل پڑتے ہیں۔ خطیب سے پہلے وہ مسجد میں قرآن کریم کی تلاوت یا ذکر اذکار کرتے ہیں۔ خطیب منبر پر چڑھ کر خطبہ دیتا ہے۔ یہ خطبہ سرب زبان میں ہوتا ہے جو پورے یوگوسلاویہ کی سب سے اہم زبان ہے۔ عام لوگ عربی زبان نہیں سمجھتے۔ البتہ خطبے کے اندر عربی الفاظ بکثرت استعمال کیے جاتے ہیں۔ مسجد نمازیوں سے بھر جاتی ہے۔ نماز کے بعد خطیب حاضرین کو حدیث سناتا ہے یا کوئی کلمہ نصیحت بیان کرتا ہے۔ مسجد کے دروازے پر مسلمانوں کی تنظیم رابطہ اسلامیہ کی طرف سے ایک صندوقچی رکھی جاتی ہے جس میں لوگ اپنا چندہ ڈالتے رہتے ہیں۔ ان چندوں سے جمع ہونے والی رقوم مسجدوں پر خرچ کرنے کے علاوہ فقراء و مساکین کی امداد، عبادت گاہوں کی تعمیر، مدرسوں کے قیام اور دیگر فلاحی کاموں پر صرف کی جاتی ہیں۔ زکوٰۃ اور صدقات کی رقوم بھی اجتماعی طور پر جمع اور خرچ کی جاتی ہیں۔

رابطہ اسلامیہ نے سراجیوو میں ایک سوشل کلب بھی قائم کر رکھا ہے۔ مسلمان فراغت کے وقت میں وہاں اکٹھے ہوتے ہیں اور وہاں مشاہیر قراء باری باری قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں یا نوجوان لیکچر دیتے ہیں اور اپنے دینی و معاشرتی مسائل پر تبادلہ خیال کرتے ہیں۔ دینی تقریبات بھی اسی کلب میں منعقد کی جاتی ہیں۔ گویا یہ کلب ایک دینی اور ثقافتی رہنمائی کا سنٹر ہے جہاں مقامی مسلمان جمع ہو کر اوقات فراغت کا صحیح استعمال کر لیتے ہیں۔

رمضان المبارک میں پورے یوگوسلاویہ میں عام طور پر اور بوسنیا و ہرزیگووینا میں خاص طور پر مسلم معاشرے پر پوری طرح دینی چھاپ لگ جاتی ہے۔ گھروں میں اور مسجدوں میں ذکر کرنے والوں اور عبادت گزاروں کا ہجوم ہو جاتا ہے۔ مسجدوں میں صبح و شام دینی موضوعات پر

تقریریں ہوتی رہتی ہیں اور یہاں کا خصوصی رواج یہ ہے کہ روزانہ نماز عصر کے بعد مسجدوں میں حسن قرأت کا مقابلہ منعقد ہوتا ہے۔ کچھ مسجدوں میں یہ مقابلہ نماز فجر کے بعد ہوتا ہے جس میں نوعمر اور نوجوان لڑکے حصہ لیتے ہیں۔ رمضان میں اجتماعی افطاری ہوتی ہے۔ خوشحال لوگ خصوصی طور پر اس میں حصہ لیتے ہیں۔ افطار پارٹیوں میں طرح طرح کے کھانے پیش کیے جاتے ہیں اور بڑی خوشی منائی جاتی ہے۔ عید الفطر بھی مسلمانوں کی شکوہ و قوت کے اظہار کا دن ہوتا ہے۔ تمام لوگ نئے لباس زیب تن کر کے نماز عید کے لیے مختلف مساجد میں اکٹھے ہوتے ہیں اور نماز کے بعد باہمی ملاقاتوں اور مبارک بادیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عید الاضحیٰ میں جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے اور گوشت مستحقین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

زکوٰۃ کی رقم رابطہ اسلامیہ کے ذریعے زیادہ تر سراجیوو کے ریلیجس انسٹی ٹیوٹ میں خرچ کی جاتی ہے۔ حکومت نے جب سے اوقاف کی املاک کو اپنے قبضے میں لیا ہے مسلمان مجبور ہو گئے ہیں کہ مساجد و مدارس اور مساکین کی امداد زکوٰۃ فنڈ سے کریں جو رابطہ اسلامیہ کے پاس جمع ہوتا ہے۔

حج کا مسئلہ عرصہ دراز تک کھٹائی میں پڑا رہا۔ 1974ء کی دستوری ترمیم کے بعد یوگوسلاویہ کے مسلمانوں کو حج کی سہولت ملی ہے۔ اس سے پہلے بہت کم تعداد میں لوگ مختلف حیلوں بہانوں سے حج کا فریضہ ادا کرتے رہے ہیں۔ حکومت کی طرف سے ایک حج مشن بھی بھیجا جاتا ہے، جس کا بظاہر کام حجاج کی خدمت ہے، لیکن واپسی پر اس مشن کے ارکان حکومت کو رپورٹ پیش کرتے ہیں کہ کیا کیا حالات پیش آئے۔

مسلمان اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلانے کا بہت شوق رکھتے ہیں، مگر یہ تعلیم انہیں ہر جگہ میسر نہیں ہے۔ دینی تعلیم کا انتظام چند شہروں میں پایا جاتا ہے۔ یوگوسلاویہ کے تعلقات مصر، عراق اور شام کے ساتھ دوسرے مسلم ممالک کی نسبت بہتر رہے ہیں، اس لیے نوجوانوں کی ایک ایسی تعداد مل جاتی ہے جو ازہر، بغداد یونیورسٹی اور دمشق یونیورسٹی سے پڑھ کر آئے ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ بوسنیا کے مسلمان دین کا صاف اور سادہ تصور رکھتے ہیں۔ دوسرے مسلم ممالک میں جو بدعات و خرافات رائج ہیں، وہ یہاں نہیں ہیں۔ قبر پرستی تو ان کے اندر نہیں ہے، البتہ ایصال ثواب اور مردوں کے حق میں دعائے مغفرت کی روایت عام ہے۔ قبریں مساجد سے ملحق صحن میں بنائی جاتی ہیں اور ان کی تعمیر کا وہی طرز ہے جو ترکی میں نظر آتا ہے۔ قبر زمین سے اوپر اٹھی ہوئی ہوگی اور سرہانے کی طرف قبر کے اوپر لال رنگ کی ترکی ٹوپی یا پیچ دار عمامہ رکھا ہوا ہوگا۔

رمضان المبارک کے دوران بوسنیائی مسلمانوں کا خصوصی رواج یہ ہے کہ روزانہ نماز عصر کے بعد

مسجدوں میں حسن قرأت کا مقابلہ منعقد ہوتا ہے، جس میں نوعمر اور نوجوان لڑکے حصہ لیتے ہیں

بوسنیا و ہرزیگوینا اور سنجق و مقدونیہ کے مسلمان تو بالعموم بدعات سے پاک ہیں۔ البتہ کوسوو (جمہوریہ سربیا کی مسلم آبادی) میں صوفیاء کا ایک گروہ پایا جاتا ہے، جس نے بعض ایسے طریقے اختیار کر رکھے ہیں جو خرافات کہے جاسکتے ہیں۔ مسلمانوں کے ضعف و انحطاط کے دور میں یہ صوفیاء کے فرقے باہر سے یہاں آ کر آباد ہوئے ہیں۔ ''درویشوں'' کے نام سے بھی ایک گروہ کوسوو میں پایا جاتا ہے جو دین سے بالکل بیگانہ ہے اور یوگوسلاویہ کے مسلمانوں کے اندر دین کے چہرے کو مسخ کرتا رہتا ہے۔ ان لوگوں نے شراب نوشی حلال کر رکھی ہے۔ مال بٹورنا ان کا اصل مطمح نظر ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ اصلاً مسلمان نہیں ہیں، بلکہ دشمنان اسلام نے مسلمانوں کو دین سے دور رکھنے کے لیے یہ گروہ یہاں بھیج رکھے ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ عام مسلمان ان گروہوں سے نفرت کرتے ہیں، بلکہ بعض ذمہ دار علماء اس طرح کے بگڑے ہوئے لوگوں کی بیخ کنی کرتے رہتے ہیں۔

سب سے پُر رونق اور جوش و جذبہ سے لبریز تقریب کسی نئی مسجد کا افتتاح ہوتی ہے۔ جب مسجد تعمیر ہو جاتی ہے تو شہر میں یا قصبات و دیہات میں اس کے افتتاح کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ رئیس العلماء کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ افتتاح کرے یا اس کا کوئی نمائندہ آ جائے۔ ملک کی دیگر نامور اسلامی شخصیتوں کو بھی شرکت کی دعوت دی جاتی ہے، بلکہ آرتھوڈکس اور کیتھولک چرچ کے نمائندوں کو بھی شریک کیا جاتا ہے۔ یہ تمام مدعوئین اور عام حاضرین مسجد کے قریب ایک مقام پر جمع ہوتے ہیں اور پھر ایک جلوس کی شکل میں مسجد کی طرف چل پڑتے ہیں۔ جلوس کے آگے آگے چھوٹے بچے اور بچیاں ہوتی ہیں جنہوں نے ہاتھوں میں سبز پرچم اٹھا رکھے ہوتے ہیں اور خود انہوں نے زرق برق لباس پہن رکھے ہوتے ہیں۔ ان کے پیچھے رئیس العلماء اور دیگر مہمان ہوتے ہیں اور ان سب کے پیچھے عام لوگ رواں دواں چل رہے ہوتے ہیں۔ یہ جلوس پانچ ہزار افراد سے لے کر بیس ہزار افراد تک ہوتا ہے۔ سب لوگ نئے کپڑوں میں ملبوس ہوتے ہیں۔ خواتین بھی ایک طرف الگ تھلگ جلوس میں شریک ہوتی ہیں۔ انہوں نے اپنا روایتی ڈھیلا ڈھالا لباس پہن رکھا ہوتا ہے جو پورے جسم کو ڈھانپ لیتا ہے۔ بالعموم بوسنیا کے دیہاتوں میں خواتین ایسا لباس پہنتی ہیں۔ ان کے چہرے اور ہاتھ ننگے ہوتے ہیں۔ اسی کو وہ اپنا پردہ تصور کرتی ہیں۔

زیر افتتاح مسجد کے میناروں پر سبز جھنڈے لہراتے ہیں۔ جب جلوس مسجد میں پہنچ جاتا ہے تو رئیس العلماء اور مہمان سٹیج پر بیٹھ جاتے ہیں اور تقاریر شروع ہو جاتی ہیں جن میں مسجد کی اہمیت اور اسلام کی فضیلت اور احکام اور سیرت و سوانح بیان کیے جاتے ہیں۔ عیسائی نمائندے بھی تقریریں کرتے ہیں اور اخوت و تعاون کی روح برقرار رکھنے پر زور دیتے ہیں۔ اس اثناء میں نماز کا وقت آنے پر اذان دی جاتی ہے اور نماز قائم کر دی جاتی ہے اور تمام ہجوم نماز میں شریک ہو جاتا ہے۔ نماز کے بعد کھانا ہوتا ہے۔ یہ دن گویا ایک میلہ ہوتا ہے جو رات گئے تک جاری رہتا ہے۔ بازاروں میں خریداری ہوتی ہے اور مسرت و شادمانی کا بھرپور سماں پیدا ہو جاتا ہے۔

مسجدوں کا ذکر ہوا ہے تو یہ بھی بتا دینا مناسب ہوگا کہ آج کل بوسنیا میں مساجد کی تعمیر کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ ان دنوں نئی مساجد کی تعمیر کا سالانہ تناسب 40 مساجد ہیں۔ صرف سراجیوو شہر میں 70 مسجدیں ہیں۔ پہلے تو لوگ شہروں میں مساجد بناتے رہے جہاں اب ضرورت سے زیادہ ہی تعمیر ہو گئی ہیں۔ اب دور دراز دیہات میں مسجدیں بنانے کا رجحان پیدا ہو گیا ہے۔ تین چوتھائی نئی مسجدیں دیہات ہی میں بن رہی ہیں۔ ان کے مصارف مسلمان اپنے چندوں سے پورے کرتے ہیں۔ تعمیر مساجد کے ساتھ نوجوان نسل کا رخ بھی علی الخصوص دیہات میں مسجدوں کی طرف روز بروز بڑھ رہا ہے جہاں ان کو ناظرہ و حفظ قرآن کے ساتھ دینی و اخلاقی مسائل کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ (جاری ہے)

اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے

محمد سمیع

آج جب ہم اپنے معاشرے میں پھیلی ہوئی منافقت کو دیکھتے ہیں تو خیال آتا ہے کہ اگر قوم نے ایوب خان مرحوم کی بات مان لی ہوتی اور ملک کے نام کے ساتھ جو ''اسلامی'' کا لفظ لگا ہوا ہے، اس کو حذف کرنے پر راضی ہو جاتی تو آج اُسے شرمندگی کا سامنا نہ ہوتا۔ غضب خدا کا، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قائدین جس منافقت کا مظاہرہ کر رہے ہیں وہ اس کے نام سے کسی طرح بھی مطابقت نہیں رکھتا۔ ہمارے دین میں کفر سے زیادہ ناپسندیدہ منافقت ہے، کیونکہ کفر اسلام دشمنی کے کھلم کھلا اظہار کا نام ہے جبکہ منافقت ان مار آستین لوگوں کا طرزِ عمل ہے جو بظاہر تو مسلمانوں میں شامل ہوتے ہیں لیکن باطن میں اس کی بیخ کنی میں کوئی کسر اپنی طرف سے روا نہیں رکھتے۔ یہی وجہ ہے قرآن کے مطابق ان آستین کے سانپوں کا جہنم کے سب سے نچلے درجے میں مسکن بنایا گیا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے منافق کی تین نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ ''اسلامی'' جمہوریہ پاکستان کے قائدین وعدے کے کتنے پابند ہیں اس کا اندازہ تو وقتاً فوقتاً ہوتا ہی رہتا ہے، لیکن ان دنوں تو تواتر کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اعلان مری کو سیاسی وعدہ قرار دیا گیا۔ پھر یہ کہا گیا کہ معاہدہ قرآن و حدیث کی بات نہیں کہ جس میں تبدیلی نہ ہو سکے۔ غضب کی بات یہ ہے کہ یہ ان صاحب کے فرمودات ہیں جنہیں اب سربراہ مملکت بنایا گیا ہے۔ رہی بات خیانت کی تو اقتدار اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امانت ہوتی ہے۔ اگر اقتدار پر ایسے لوگ فائز ہوں تو ملک کا اللہ ہی حافظ ہے۔

قرآن کریم کی سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا گیا کہ عہد کو پورا کیا کرو کیونکہ اس کے بارے میں باز پرس ہو گی۔ یہاں کسی استثناء کا کوئی تذکرہ نہیں اور میرے علم کی حد تک کسی مفسر قرآن نے اس آیت کے حوالے سے اپنی تفسیر میں سیاسی وعدے کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا۔ حضور ﷺ کا ایک ارشاد گرامی بہت معروف ہے جس کے بارے میں صحابہ کا قول نقل کیا گیا کہ شاید ہی کوئی ایسا موقع ہو جس میں حضور ﷺ نے ہمیں وعظ و نصیحت کی ہو اور اس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ جس میں عہد کا پاس نہیں، اس کا کوئی دین نہیں اور جس میں امانت کی پاسداری کا وصف نہیں، اس کا کوئی ایمان نہیں۔ اب اس ارشاد گرامی کی روشنی میں وعدے کے حوالے سے آصف علی زرداری کے اقوال پر غور کریں اور پھر فیصلہ کریں کہ کیا ایسا کوئی قائد سربراہ مملکت بننے کا اہل ہے، خاص طور پر ایسی ریاست کا سربراہ جس کا دستور یہ کہتا ہو کہ قرآن و سنت سے متصادم کوئی قانون سازی نہیں کی جائے گی۔

ٹھیک ہے، معاہدے قرآن و حدیث نہیں ہوتے کہ اُن میں کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی لیکن کیا کوئی ایسا معاہدہ بھی ہوتا ہے جس میں فریق دوئم کی رضامندی کے بغیر کوئی تبدیلی کی جا سکتی ہو۔ جب ایک ایسا شخص جس کے کاندھے پر ایک سیاسی جماعت کی ذمہ داریاں بھی ہوں اور سونے پر سہاگہ یہ کہ وہ منصب صدارت پر بھی فائز ہو، اپنی وعدہ خلافیوں کے ذریعہ قرآن سنت میں وارد احکامات کی خلاف ورزیوں کا مرتکب ہو، خود ہی سوچئے کہ اُس کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے۔

دراصل قصور محض ہمارے قومی قائدین کا نہیں بلکہ ہمارا اپنا ہے۔ کہا گیا ہے کہ مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔ لیکن ہم وہ مومن ہیں جو بار بار اس سوراخ میں انگلی ڈالتے ہیں، جہاں سے کئی بار ڈسے جا چکے ہیں۔ پیپلز پارٹی کو ہم تین بار منتخب کر چکے تھے۔ اس کی سابقہ کارگزاریوں کے باوجود ہم نے ایک بار پھر اسے منتخب کیا۔ اسی طرح مسلم لیگ (ن) کو بھی ہم دو بار منتخب کر چکے تھے۔ اس کی ماضی کی کارکردگی بھی ہمارے سامنے ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے اسے تیسری مرتبہ منتخب کیا ہے۔ یہ سارا ہمارا اپنا کیا دھرا ہے۔ اس کے نتائج بھی ہمیں ہی بھگتنے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کے اپنے اعمال حکام کی شکل میں اس پر مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن ایک بات ضرور ہے کہ عملاً ہمارے ملک کا نام ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کے بجائے صرف پاکستان ہے، اِس لیے کہ یہاں پر اسلام کی راہ روکنے کی بھی مذموم کوششیں ہو رہی ہیں اور عوام کا جینا بھی دوبھر ہو گیا ہے۔ پھر اسلامی جمہوریہ چہ معنی دارد؟ اگر ہم لوگ وطن عزیز کے نام کی لاج رکھنا چاہتے ہیں اور اُسے صحیح معنوں میں اسلامی مملکت بنانا چاہتے ہیں تو ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ یہاں اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے نفاذ کے لیے پہلے اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے تابع کرے، بعدازاں اس کی دعوت دے اور پھر ہم سب بندگی کی دعوت کو عام کرنے اور مل جل کر اس کے نظام کو نافذ کرنے کی جدوجہد میں اپنا تن من دھن لگا دیں۔ تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ رہے کہ پاکستان میں جو جتنا بڑا ہے اتنا ہی بڑا جھوٹا، اتنا ہی بڑا وعدہ خلاف اور اتنا ہی بڑا خائن ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ نارووال کی رہائشی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، حافظہ قرآن، ایم اے ایجوکیشن، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں

برائے رابطہ: 0300-4453090

☆ بیٹا، رفیق تنظیم اسلامی، عمر 28 سال، تعلیم ایم سی ایس، گورنمنٹ ملازم کے لیے دینی مزاج کی حامل گریجوایٹ لڑکی (ترجیحاً ٹیچر) کا رشتہ درکار ہے۔

اور

بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم بی اے، خوبصورت، خوب سیرت، امور خانہ داری میں ماہر، باپردہ کے لیے دینی مزاج کے حامل نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 042-5435372

0334-9924130

نیک بیوی کی کہانی شوہر کی زبانی

حافظ محمد افسر

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"مومن کی کیا ہی اچھی حالت ہے۔ اسے راحت ملتی ہے تو شکر کرتا ہے، اجر پاتا ہے، رنج پہنچتا ہے صبر کرتا ہے تو اجر پاتا ہے۔"

یوں تو انسان کو اس دنیا میں کئی قسم کی آزمائشوں کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۗ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (البقرہ)

"اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے۔ تو صبر کرنے والوں کو (اللہ کی خوشنودی کی) بشارت سنا دو۔"

تاہم کسی قریبی عزیز کا بچھڑ جانا بہت سے بڑی آزمائش اور صدمہ ہے۔ اس صدمے پر جہاں صبر کی تلقین ہے وہاں بشارت بھی دی گئی ہے۔

کسی عزیز کی موت پر غمگین ہونا فطری ہے۔ یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ کی آنکھ مبارک سے بھی اپنے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے صدمے میں آنسو بہہ نکلے۔ کسی صحابیؓ نے سوال کیا کہ آپ بھی رو رہے ہیں؟ اس کے جواب میں آپؐ نے فرمایا: "یقیناً آنکھ آنسو بہاتی ہے، دل مغموم ہے، لیکن ہم زبان سے وہ کچھ نہ کہیں گے جس سے ہمارا رب ناراض ہو۔"

اس واقعہ میں ہم سب کے لئے بہت بڑا درس ہے، وہ یہ کہ کسی بھی عزیز یا دوست کی وفات پر آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا تو ایک فطری عمل ہے، لیکن چہرے کو پیٹنا، سر پر مٹی ڈالنا اور زور زور سے چیخنا چلانا گناہ کا کام ہے۔ اللہ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے مجھے اسوۂ رسول ﷺ پر چلنے کی توفیق بخشی، اس موقع پر جبکہ دو ماہ قبل میری شریک حیات رحلت فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ نے جس نیک خاتون کو میرا ہم سفر بنایا، انہیں یہ اعزاز حاصل تھا کہ وہ جب لاہور سے حفظ اور درسِ نظامی سے فراغت حاصل کر کے اپنے آبائی شہر شہداد کوٹ (سندھ) آئیں تو انہوں نے یہاں قرآن کی تعلیم کو عام کرنے کا آغاز کیا۔

شہر شہداد کوٹ میں مارچ 1998ء سے قبل لڑکیوں کے لیے قرآن کی تعلیم کا کوئی باقاعدہ انتظام نہ تھا۔ البتہ کچھ خواتین گھروں میں قرآن کی تعلیم دیتی تھیں۔ لیکن ان کے ہاں نہ ہی تجوید کا کوئی تصور تھا اور نہ ہی قرآن فہمی کا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی ان گنت نعمتوں کے ساتھ ہی یہ نعمت بھی میری بیوی پر کی کہ اُن کی شب و روز کی ان تھک کوششوں سے کچھ ہی عرصے میں "مدرسۃ البنات" کی بنیاد ڈالی گئی، جس میں بچیوں کو قرآن مجید ناظرہ، حفظ اور درسِ نظامی کی تعلیم دی جانے لگی اور کچھ ہی عرصے میں انہوں نے بچیوں کو ناظرۂ قرآن پاک مکمل کروانے کے ساتھ ساتھ تقریباً 12 بچیوں کو حفظ بھی مکمل کروالیا۔

اس نیک خاتون کو اللہ تعالیٰ نے 15 اپریل 2005ء کو میری رفیقہ حیات بنایا۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ایسے پرفتن دور جس میں مغرب کی تہذیب نے جہاں مغربی عورت کو فحاشی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں پھینک دیا ہے، وہاں مسلمان عورت کو بھی اپنی دینی حمیت اور اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے سے کوسوں دور کیا ہے، آئے دن نت نئے فیشن، ٹی وی اور کیبل نے مسلمان عورت کو مغربی تہذیب کا دلدادہ بنا کر اللہ، رسول ﷺ اور قرآن کی تعلیم سے دور کر دیا ہے، ایسے میں اللہ تعالیٰ نے ایسی نیک عورت میری شریک حیات بنائی کہ جس نے اللہ کی رضا اور قرآن کی تعلیم و تعلم ہی کو اپنا نصب العین بنائے رکھا۔

وہ صبح سویرے اٹھتیں، نماز پڑھنے کے بعد مدرسہ چلی جاتیں۔ وہاں وہ درس و تدریس سے اپنی روح و ایمان کو تازگی فراہم کرتیں۔ قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ ﷺ کی محفل میں وہ ایک عجیب لذت محسوس کرتی تھیں۔ دوپہر کو واپس گھر پہنچتیں اور شام 3 بجے پھر مدرسہ چلی جاتیں اور اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود وہاں مغرب سے آدھا گھنٹہ قبل تک قرآن کی تعلیم دیتی رہتی۔ نہ صرف شادی کے بعد بلکہ اُم محمد بننے کے بعد بھی وہ تعلیم قرآن میں ایسے ہی مصروف رہیں۔

اللہ کی رضا کی تلاش فقط مدرسہ تک ہی محدود نہ تھی بلکہ گھر میں وہ مجھ سے محبت سے پیش آتیں۔ میری رضا کو رضا الٰہی کے حصول کا ذریعہ سمجھتیں۔ وہ دین کے معاملے میں میرے لیے کبھی بھی رکاوٹ نہ بنیں۔ یہاں تک کہ شادی کے ایک سال بعد جب میں نے انجمن خدام القرآن کراچی کے تحت ہونے والے قرآن فہمی کورس کے لئے ارادہ ظاہر کیا تو انہوں مجھے استخارہ کا مشورہ دیتے ہوئے خندہ پیشانی سے اس کورس میں شرکت کا مشورہ دیا۔

میری اہلیہ کا میرے ساتھ تو دل موہ لینے والا رویہ تھا ہی، لیکن میرے والدین کو بھی انہوں نے کبھی شکایت کا موقع نہ دیا۔ عام طور پر ساس اور بہو کے مابین جو تنازعہ ہوتا ہے میں نے اس کا اپنے ہاں کوئی تصور تک نہ پایا۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ اپنے لختِ جگر کی تربیت کے حقوق (جو ہر ماں کے ذمہ ہوتے ہیں) کا بھی آغاز پہلے ہی روز سے کر چکی تھیں۔ چنانچہ انہوں کبھی بھی بغیر وضو کے اُسے دودھ تک نہ پلایا۔

وہ ایک اطاعت گزار، وفا شعار بیوی، صبر و شکر کی پیکر اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تگ و دو کرنے والی خاتون تھیں۔ اُن کی زندگی کے آخری دو ایام کے حالات خاص طور پر ایمان افروز ہیں۔ وہ آپریشن کے تکلیف دہ مرحلے سے گزر کر بھی قرآن کی تلاوت کرتی رہیں اور جب اُن کی طبیعت انتہائی خراب ہو جاتی اور اُن پر غشی طاری ہو جاتی تو غشی کے دوران بھی وہ تلاوت کرتیں۔ یوں وہ اپنی وفات سے پہلے جو زچگی کے سبب واقع ہوئی قرآن کے نور سے اپنے سینے کو منور کرتی رہیں۔

ویسے تو خاندان کے کسی بھی فرد کا بچھڑ جانا انتہائی تکلیف دہ ہے، لیکن ایک صالح بیوی کا یوں دنیا کی پرخار وادی میں تنہا چھوڑ کر چلے جانا ایک انتہائی گہرا صدمہ ہے جس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہے کہ اس نے مجھے اس صدمے کو برداشت کرنے کی توفیق دی اور قرآن کے ان الفاظ نے مجھے سہارا دیا:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

سنگین معاشی بحران۔ فیصلے کی گھڑی

ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی

زیر نظر مضمون اعداد و شمار کی روشنی میں پاکستانی معیشت کے حوالے سے انتہائی چشم کشا حقائق پر مشتمل ہے۔مزید براں اسلامی بنکاری کے بارے میں جن خیالات کا اظہار اس مضمون میں کیا گیا ہے وہ بظاہر حقیقی نوعیت کے ہیں۔ تاہم اس معاملے کی علمی نزاکت کے پیش نظر اس کا ٹھوس دلائل کی بنیاد پر تجزیہ ضروری ہے۔ بصورت دیگر یہ خیالات یکطرفہ نوعیت کے شمار ہوں گے (ادارہ)

وطن عزیز کی معیشت اپنی تاریخ کے سنگین ترین بحران سے دوچار ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ معیشت سے خون رس رہا ہے۔ نئی حکومت سے توقع تھی کہ وہ اقتدار سنبھالنے کے چند روز کے اندر بڑے بڑے سیاسی مسائل حل کر کے یکسوئی کے ساتھ معیشت کو سنبھالا دینے اور عام آدمی کی تکالیف کم کرنے کی طرف توجہ دے گی مگر گزشتہ 5 ماہ سے وہ اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے ان اختلافات کو فروغ دینے اور عوام پر بوجھ ڈال کر طاقتور طبقوں کو مزید مراعات دینے میں مصروف رہی ہے۔ چنانچہ معاشی مسائل گھمبیر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ گزشتہ 2 ماہ میں زرمبادلہ کے ذخائر میں 1700 ملین ڈالر اور گزشتہ 4 ماہ میں ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں 13 روپے کی کمی ہو چکی ہے۔ ملک میں صنعتی پیداوار گر رہی ہے۔ بجلی کی لوڈشیڈنگ بڑھ رہی ہے اور دہشت گردی کی کارروائیاں روز کا معمول بن گئی ہیں۔ اب سے نو برس قبل فوجی حکومت کے درآمد شدہ معاشی منتظمین نے معیشت کو استحکام دینے کے نام پر ایسی پالیسیاں وضع کیں جن کے نتیجے میں آنے والے برسوں میں معیشت کی شرح نمو گری مگر عوام پر زبردست بوجھ ڈال کر طاقتور طبقوں کو زبردست مراعات دی گئیں۔ ان معاشی منتظمین نے بہرحال یہ تسلیم کیا کہ ان کی پالیسیوں کے نتیجے میں عوام نے بہت دکھ درد سہے ہیں مگر ساتھ ہی یہ خواب بھی دکھایا کہ ایک سنہرا مستقبل ان کا منتظر ہے۔ اب 9 برس بعد ایک مرتبہ پھر نئی حکومت قوم کو بتلا رہی ہے کہ معیشت کی حالت انتہائی خراب ہے۔ چنانچہ اسے استحکام دینے کے لیے قربانی دینا ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی حکومت نے مالی سال 2009ء کے لیے معیشت کی شرح نمو کا ہدف کم کیا ہے، ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی اور بجلی کے نرخوں میں اضافے کی نوید سنائی ہے جبکہ متعدد بار پٹرول کے نرخوں میں اضافہ کرنے کے ساتھ جنرل سیلز ٹیکس کی شرح میں بھی اضافہ کیا ہے۔ نئی حکومت کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس سال عوام کو ریلیف دینا ممکن نہیں ہے، البتہ آئندہ برس ریلیف دیا جا سکتا ہے یعنی انتخابی منشور کوئی قرآن یا حدیث تو نہیں کہ تبدیل نہ ہو سکے۔

وزیر خزانہ نے 16 اگست 2008ء کو کہا کہ گزشتہ 8 برسوں میں پاکستان میں غربت میں خاصا اضافہ ہوا ہے اور گزشتہ حکومت کے دور میں غربت میں کمی کے تمام دعوے جھوٹے تھے۔ یہ بات انتہائی تکلیف دہ ہے کہ خود موجودہ حکومت کے دور میں عالمی بینک کے صدر نے حنا ربانی کھر کی سرکردگی میں ملاقات کرنے والی پاکستان کی معاشی ٹیم کے ساتھ سخت اور تحقیر آمیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا کہ اس نے پاکستان کی معاشی صورت حال کے ضمن میں غلط حقائق پیش کیے ہیں۔ ہمیں اس امر میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں ہے کہ اگر گزشتہ برسوں کی معاشی پالیسیاں برقرار رہیں اور موجودہ حکومت کی معاشی ٹیم میں کچھ ایسے افراد بھی شامل رہے جو گزشتہ برسوں میں معاشی ٹیم کا حصہ رہے تھے تو پھر حالات کی بہتری کا قطعی امکان نہیں ہے۔ پاکستان کی تیزی سے بگڑتی ہوئی معاشی صورت حال کا فائدہ اٹھا کر بعض غیر ملکی بنک اور ادارے پاکستان کے نادہندہ ہونے کی باتیں کر رہے ہیں جبکہ اس بات کا خدشہ موجود ہے کہ پاکستان کی کریڈٹ ریٹنگ گرائی جا سکتی ہے۔ امریکہ کی ایک اہم شخصیت نے پاکستان میں وقت سے پہلے انتخابات کے امکانات کا اشارہ دیا ہے جبکہ خود وطن عزیز میں قومی حکومت کے قائم ہونے کی باتیں بھی کی جا رہی ہیں۔ اب یہ خدشہ نظر آ رہا ہے کہ اگر حکمرانوں نے سیاسی جھگڑے تیزی سے نمٹا کر معیشت کو سنبھالا دینے کے لیے انقلابی اقدامات نہ اٹھائے اور طاقتور طبقوں کو نواز کر عوام پر بوجھ ڈالتے چلے جانے کی پالیسی برقرار رکھی تو معیشت اور امن و امان کی صورت حال مزید خراب ہوگی، جس سے حکومت کمزور ہوگی اور معیشت کو تباہی سے بچانے کے لیے پاکستان کو ایک مرتبہ پھر آئی ایم ایف کے چنگل میں پھنسا دیا جائے گا۔ اسی پر بس نہیں، دہشت گردی کے خاتمے کے نام پر لڑی جانے والی امریکی جنگ میں معاونت کو کم کرنے کے بجائے حکومت قومی سلامتی، قومی یکجہتی اور قومی مفادات کو نظرانداز کر کے اس جنگ میں امریکہ کے بڑھتے ہوئے مطالبات کو بے چون و چرا مانتی چلی جائے گی جو کہ قومی المیہ ہوگا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وائسرائے اور مالیاتی وائسرائے صاحبان نے ایک حکمت عملی کے تحت گزشتہ برسوں میں پاکستان کی معیشت کو تباہی کے کنارے پر لا کھڑا کیا ہے۔ اگر اس ضمن میں احتساب نہ ہوا تو یہ بھی ایک قومی المیہ ہوگا۔

ملک کے قابل احترام جید علمائے کرام نے اسلامی بنکاری کے نام سے مروجہ نظام کو غیر شرعی اور حرام قرار دیتے ہوئے 28 اگست 2008ء کو فتویٰ جاری کیا ہے کہ اسلامی بنکاری کے نام سے کام کرنے والوں کی مثال دیگر سودی بنکوں کی ہی ہے اور ان بنکوں کے ساتھ معاملات ناجائز اور حرام ہیں۔ ہم نے اس فتوے کا متن نہیں دیکھا لیکن گزشتہ برسوں میں انہی کالموں میں اسلامی بنکاری کے ضمن میں ہم نے جو گزارشات پیش کی تھیں ان میں سے چند کے اقتباسات نذر قارئین ہیں۔

1۔ اسلامی بنکاری کے نام پر ڈیپازٹس حاصل کرنے اور سرمایہ فراہم کرنے (سودی بنیاد کے قرضوں کا متبادل) کے لئے جو طریقے اسلامی بنکوں اور مالیاتی اداروں نے اپنائے ہیں وہ عموماً نہ تو شریعت کی روح سے مطابقت رکھتے ہیں اور نہ ہی اس ظلم و ناانصافی کے خاتمے میں معاونت کر رہے ہیں جو سودی بنیاد پر لین دین کی پیداوار ہے"

(جنگ 14 جنوری 2003)

2۔ "اسلامی بنکاری کے تحت سرمائے کی فراہمی کی زیادہ تر مشارکہ کے ذریعے ہونا چاہیے لیکن اسلامی بنکوں نے سرمائے کی فراہمی کے لئے بڑے پیمانے پر مرابحہ و اجارہ وغیرہ کے طریقے اپنائے ہوئے ہیں جو کہ نتائج کے اعتبار سے سودی نظام سے مماثلت رکھتے ہیں"

(جنگ 3 اکتوبر 2006ء)

3۔ ''اسٹیٹ بینک نے گزشتہ چار برسوں سے یہ غیر اسلامی اور تباہ کن پالیسی اپنائی ہوئی ہے کہ ملک میں سودی بنک اور اسلامی بنک غیر معینہ مدت تک ساتھ کام کرتے رہیں گے۔ چنانچہ سودی نظام کو دوام بخش دیا گیا ہے۔ چار برس کا عرصہ گزرنے کے باوجود شریعت سے متصادم اس پالیسی پر علمائے کرام کا کوئی اعتراض ہماری نظر سے نہیں گزرا'' (جنگ 3 اکتوبر 2006)

4۔ ''ہم قابل احترام علمائے کرام سے یہ درخواست بھی کریں گے کہ وہ اسلامی بنکوں کو واضح طور سے یہ بتلا دیں کہ اگر انہوں نے ہر سہ ماہی میں سرمائے کی فراہمی کے مجموعی حجم بشمول پرانی سہولتوں کی تجدید کا کم از کم 30 فیصد نفع ونقصان میں شرکت کی بنیاد پر نہ کیا تو وہ اس بنک کو اسلامی بنک تصور نہیں کریں گے۔'' (جنگ 3 اکتوبر 2006ء)

5۔ ''سودی بنک اپنا منافع تیزی سے بڑھانے کے لیے اپنے کھاتے داروں کو افراط زر کی شرح سے کم شرح سے منافع دے کر ان کا استحصال کر رہے ہیں اور اسلامی بنک ان کی تقلید کر رہے ہیں۔ چنانچہ جس نظام بنکاری میں کھاتے داروں یا سرمایہ لینے والوں کا استحصال ہوتا ہو، وہ حقیقی معنوں میں اسلامی نظام بنکاری کہلایا ہی نہیں جا سکتا۔'' (جنگ 2 اکتوبر 2007ء)

6۔ علماء حضرات کو اب واضح طور سے کہنا ہوگا ''وہ اسلامی بنکوں کے پیچھے اپنا وزن صرف اس وقت ڈالیں گے جب یہ بنک کھاتے داروں کا استحصال بند کر دیں گے اور مشارکہ کے ذریعے سرمائے کی فراہمی کا تناسب تیزی سے بڑھائیں گے۔'' (جنگ 2 اکتوبر 2007ء)

7۔ ''اسلامی نظام بنکاری اسلامی نظام معیشت کا صرف ایک اہم حصہ ہے۔ چنانچہ اسلامی نظام معیشت اپنائے بغیر اسلام کی حقیقی روح کے مطابق اسلامی نظام بنکاری نافذ ہو ہی نہیں سکتا''۔ (جنگ 3 اکتوبر 2006ء)

اب سے دو برس قبل 9 رمضان المبارک 1427ھ کو ہم نے لکھا تھا ''اگر تمام متعلقہ حضرات، ادارے، پارلیمنٹ اور حکومت اسلامی بنکاری کو اسی کی حقیقی روح کے مطابق وضع کرنے اور نافذ کرنے کے ضمن میں اپنا کردار فوری اور موثر طور پر ادا کرنے کا عزم اور عہد رمضان کے اس مبارک مہینہ میں ہی کر لیں تو امید ہے کہ اللہ کے خصوصی فضل و کرم سے یہ کوششیں بار آور ہوں گی اور باری تعالیٰ ملک و قوم اور خود ان پر اپنی خصوصی رحمتیں نازل فرمائے گا۔'' (جنگ 3 اکتوبر 2006ء)

رمضان المبارک کی ان مبارک ساعتوں میں اب پھر ہماری گزارش، خواہش اور دعا یہی ہوگی۔

(بشکریہ روزنامہ ''جنگ'')

کاروباری اور ملازمت پیشہ افراد (مرد حضرات) کے لیے

بنیادی دینی علوم سے آگاہی کا موقع

مرکزی انجمن خدام القرآن کے شعبۂ تدریس کے زیر اہتمام

فہم دین کورس

موڈیول۔ III

13/1 اکتوبر 2008ء سے آغاز ہو رہا ہے۔ (ان شاء اللہ)

مضامین

☆ ترجمۃ القرآن (عربی قواعد کی روشنی میں)

☆ عربی گرامر: دروس اللغۃ العربیۃ (الجزء الثالث) ☆ دینی موضوعات پر لیکچرز

دورانیہ: 3 ماہ ...... **اوقات تدریس**: مغرب تا عشاء (سوموار تا جمعرات)

اہلیت : Module-I,II یا عربی گرامر کا کوئی ابتدائی کورس

داخلے کے خواہش مند حضرات

قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور کے استقبالیہ سے داخلہ فارم حاصل کریں اور پُر کے 13/1 اکتوبر 2008ء تک وہیں جمع کرا دیں

فون: 3-5869501، ای میل: Email:irts@tanzeem.org

دعائے مغفرت کی اپیل

- تنظیم اسلامی حلقہ بہاولنگر کے رفیق محمد ندیم کے والد وفات پا گئے
- تنظیم اسلامی قرآن اکیڈمی کے معتمد محمد مشتاق کے چچا وفات پا گئے
- تنظیم اسلامی میرپور کے ملتزم رفیق ظفر اقبال کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

رفقائے تنظیم اسلامی اور قارئین ندائے خلافت سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

امیر تنظیم اسلامی کا دورۂ دیر

12 جولائی 2008ء بروز ہفتہ امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید، ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی جناب اظہر بختیار خلجی کے ہمراہ سہ پہر 3 بجے مختصر دورے پر دیر تشریف لائے۔ قبل ازیں دیر بالا کی دونوں تنظیموں کے رفقاء دیر ہوٹل میں اکٹھے ہوئے۔ ہوٹل میں رفقاء سے امیر محترم کا تفصیلی تعارف ہوا۔ بعد میں امیر محترم نے رفقاء کے سوالات کے جوابات دیئے۔ تنظیم اسلامی دیر بالا نے اسمبلی ہال میں امیر محترم کے لیے پروگرام رکھا تھا۔ عصر کے وقت امیر محترم مختصر قافلہ کے ہمراہ دیر ہوٹل سے روانہ ہو کر اسمبلی ہال کے ساتھ متصل مسجد پہنچے۔ بعد از نماز عصر اسمبلی ہال میں پروگرام شروع ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کے بعد امیر حلقہ سرحد شمالی جناب محمد فہیم نے مختصر تعارفی کلمات کہے اور امیر محترم کو خطاب کی دعوت دی۔ امیر محترم نے موجودہ حالات اور مسلمانان پاکستان کی ذمہ داریوں کے موضوع پر مفصل خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا بحیثیت پاکستانی قوم اگر ہم نے اجتماعی توبہ نہ کی اور اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش نہ کی تو اندیشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی کے پاداش میں ہمیں بہت بڑے عذاب سے دوچار کر دے (اعاذنا اللہ)۔ ہم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں برعظیم میں ایک آزاد ریاست عطا فرما دے تو ہم اس میں اللہ کے نظام قائم کریں گے۔ افسوس کہ ہم نے 61 سال میں کچھ بھی نہیں کیا۔ اور ہم اسی جگہ کھڑے رہے جہاں سے سفر کا آغاز کیا تھا۔ ہال میں کم از کم 230 افراد نے بڑی دلچسپی وانہماک سے امیر محترم کا خطاب سنا۔ اس پروگرام کے لیے دیر کے رفقاء نے بڑی محنت کر کے دعوتی مہم چلائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی وجہد کو قبول فرمائیں۔ (رپورٹ: سعید اللہ خان)

تنظیم اسلامی اسلام آباد شمالی کے زیر اہتمام 30 روزہ تفہیم دین کورس

تنظیم اسلامی اسلام آباد شمالی کے زیر انتظام گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران 30 روزہ تفہیم دین کورس کا اہتمام کیا گیا۔ یہ کورس F-10 مرکز اسلام آباد میں واقع ایک رفیق تنظیم کے فلیٹ (جو صرف دعوتی مقاصد کے لیے استعمال ہوتا ہے) میں منعقد کیا گیا۔

اس پروگرام کے لیے 1500 ہینڈ بلز قریب کی مساجد میں تقسیم کیے گئے۔ اس کے علاوہ 8 عدد بینرز بھی اسلام آباد کے مختلف چوکوں پر آویزاں کیے گئے۔ یہ کورس 7 جولائی کو شروع ہوا۔ اس میں مندرجہ ذیل کورسز پڑھائے گئے۔

1۔ عربی گرامر (ریاض حسین) 2۔ درس حدیث (اعجاز حسین)
3۔ منہج انقلاب نبویؐ (احسن احمد) 4۔ تجوید (اویس ریاض)

اس کے علاوہ کچھ متفرق عنوانات پر لیکچرز کا اہتمام بھی کیا گیا۔ ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

1۔ سورۃ العصر (ریاض حسین) 2۔ آیۃ البر (محمد ثاقب)
3۔ سورۃ لقمان (محمد ثاقب) 4۔ سورۃ حم السجدہ (ڈاکٹر فرمان بیگ)
5۔ نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں (ریاض حسین)
6۔ سورۃ القیامۃ (ریاض حسین) 7۔ دنیا کی عظیم ترین نعمت: قرآن حکیم (مدثر رشید)
8۔ تعمیر سیرت کی اساسات (محمد ثاقب)
9۔ بندۂ مومن کی شخصیت کے خدوخال (ڈاکٹر فرمان بیگ)
10۔ سورۃ الحجرات (ریاض حسین)
11۔ نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت (محمد اصغر)
12۔ شہادت علی الناس سورۃ الحج کی روشنی میں (ڈاکٹر فرمان بیگ)
13۔ نہی عن المنکر کی خصوصی اہمیت (ڈاکٹر فرمان بیگ)
14۔ جہاد فی سبیل اللہ (اویس ریاض)

اس کورس کا اختتام 5 اگست کو ہوا۔ 7 اگست کو تقریب تقسیم اسناد حاجی ریسٹورنٹ F-10 مرکز میں منعقد کی گئی، جس کے مہمانِ خصوصی مقامی امیر تنظیم اسلامی محمد ثاقب اور میجر (ر) طاہر فاروق تھے۔ اس تقریب میں ریاض حسین کا ایک لیکچر رکھا گیا جس کا موضوع تھا: ''اُمت مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل''۔ تقریب کے آخر میں شرکاء کورس میں انعامات واسناد تقسیم کی گئیں۔ آخر میں کولڈ ڈرنکس سے مہمانوں کی تواضع کی گئی۔

بعد میں 4 شرکاء کورس نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ اللہ ہماری اس سعی کو قبول ومنظور فرمائے۔ آمین۔ (رپورٹ: اویس ریاض)

تنظیم اسلامی اسلام آباد (حلقہ خواتین) کے زیر اہتمام تفہیم دین کورس

تنظیم اسلامی اسلام آباد حلقہ خواتین کے زیر انتظام 25 روزہ تفہیم دین کورس کا اہتمام کیا گیا۔ یہ کورس G-9/4 اسلام آباد میں ایک گھر میں منعقد کیا گیا۔ کورس کا آغاز 17 جولائی کو ہوا۔ اس کورس کے لیے 400 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ اس میں مندرجہ ذیل کورسز پڑھائے گئے۔

1۔ تجوید (مسز سلمٰی ریاض) 2۔ درسِ حدیث (محترمہ سعدیہ بخاری)
3۔ منتخب نصاب: باب اوّل (محترمہ تہمینہ اعجاز) 4۔ سیرت صحابیاتؓ (مسز سلمٰی ریاض)
5۔ آدابِ زندگی (مسز سلمٰی ریاض) 6۔ علاماتِ قیامت پر خصوصی دروس (مسز سلمٰی ریاض)

اس کے علاوہ کچھ متفرق عنوانات پر لیکچرز کا اہتمام بھی کیا گیا۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

1۔ سورۃ الفاتحہ (مسز سلمٰی ریاض) 2۔ مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق (مسز سلمٰی ریاض)
3۔ شرعی پردہ (محترمہ منزہ عارف) 4۔ تاریخ بنی اسرائیل (محترمہ منور جہاں)
5۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت: سورۃ الاخلاص کی روشنی میں (محترمہ مصباح مسعود)
6۔ خصوصیاتِ مومنین ومومنات (ناظمہ حلقہ خواتین محترمہ عاتکہ علاؤ الدین)

15 اگست کو اس کورس کا اختتام کیا گیا۔ 16 اگست کو تقریب تقسیم اسناد منعقد ہوئی جس کی مہمان خصوصی ناظمہ حلقہ خواتین محترمہ عاتکہ علاء الدین تھیں۔ انہوں نے اپنے خصوصی لیکچر میں شرکاء کورس کی بھرپور حوصلہ افزائی کی اور مستقبل میں اس پر کاربند رہنے اور دوسروں تک دعوت دین کو پہنچانے کی تلقین کی۔ تقریب کے آخری میں شرکاء کورس میں انعامات واسناد تقسیم کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی کو قبول ومنظور فرمائے۔ آمین۔ (رپورٹ: مسز سلمٰی ریاض)

تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کے زیر اہتمام تربیتی اجتماع

نظام العمل میں حالیہ ترمیم کے بعد مقامی تنظیم میں بالعموم شب بیداری کے ساتھ ماہانہ تربیتی پروگرام منعقد ہو رہے ہیں، لہٰذا امیر حلقہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حلقہ کے تحت ہونے والی شب بیداری کے پروگرام کی بجائے ہر دوسرے ماہ قرآن اکیڈمی یاسین آباد ہی میں صبح آٹھ بجے تربیتی پروگرام کا انعقاد کیا جائے، لہٰذا اس ماہ یہ پروگرام 24 اگست 2008ء کو حلقہ سندھ زیریں کے زیر اہتمام تربیتی اجتماع کی صورت میں منعقد ہوا جس کی میزبانی تنظیم اسلامی نارتھ ناظم آباد کو تفویض کی گئی تھی۔

پروگرام کا آغاز تذکیر بالقرآن کے عنوان سے ڈاکٹر محمد الیاس کے سورۃ التکاثر کے درس سے ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ اس سورت میں انسان کی حرص وہوس کی بات کی گئی ہے۔ کثرت مال واولاد سے لے کر متاع دنیوی کی ہر چیز کی کثرت کے حصول میں وہ حلال وحرام کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔ انہوں نے کہا جب وہ موت کے مرحلے سے گزر کر اخروی زندگی میں داخل ہوگا تو اس کو آخرت کے بارے میں حق الیقین حاصل ہو جائے گا۔

اس کے بعد اعجاز لطیف نے رمضان المبارک سے متعلق رفقاء کے سامنے چند مفید باتیں رکھیں۔ اس کے بعد آدھ گھنٹے کا وقفہ کیا گیا۔ دوسرے سیشن میں نوید احمد نے تنظیم کے فکر کے متعلق اہم نکات کو واضح کیا۔

بعد ازاں حافظ عمیر انور نے ذاتی احتسابی یادداشت کی اہمیت پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ نے دن کے روزے اور رات کے قیام کرنے والوں کو گناہوں کی مغفرت کی خوشخبری دی ہے بشرطیکہ انہوں نے روزہ اور تراویح کا اہتمام ایمان اور احتساب کے ساتھ کیا ہو۔

عبدالرزاق کوڈاوی نے دعا کی فضیلت اور اس کی قبولیت کی شرائط پر گفتگو کی۔ انہوں نے دعاؤں کی قبولیت کے مختلف اوقات کا تذکرہ فرمایا۔

شجاع الدین شیخ نے سورۃ الشوریٰ کی چند آیات پر درس دیا، جن میں فریضۂ اقامت دین اور اس کے لیے زوردار دعوت موجود ہے۔ ان آیات سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ تمام جلیل القدر رسولوں کا مشن اقامت دین تھا۔ شیطان ہمیں اس ذمہ داری سے غافل کرنے کے لئے طرح طرح کے جواز سمجھاتا ہے۔ اس درس میں شجاع الدین شیخ کی معاونت ڈاکٹر محمد الیاس اور سید نعمان اختر نے فرمائی۔

آخر میں حسب معمول امیر حلقہ نے رفقاء سے خطاب فرمایا اور انھیں اہم تنظیمی اطلاعات بہم پہنچائیں۔ مسنون دعا پر یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اقامت دین کے اس مشن میں استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (رپورٹ: محمد سمیع)

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے زیر اہتمام مظاہرہ

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے زیر اہتمام 28 اگست بروز جمعرات بعد نماز عصر ”اسلام کے معاشی نظام“ کے عنوان سے اسمبلی ہال کے سامنے مال روڈ پر ایک مظاہرہ ہوا۔ ”غیر اسلامی معیشت کا نتیجہ“ کے عنوان سے ہینڈبل دس ہزار کی تعداد میں چھپوا کر حلقہ لاہور کی تنظیم میں تقسیم کر دیئے گئے تھے، تاکہ رفقاء اپنے علاقوں میں اس کو تقسیم کر سکیں۔ مقررہ تاریخ کو رفقاء نے عصر کی نماز مسجد شہداء ریگل چوک مال روڈ میں ادا کی۔ نماز عصر کے بعد ناظم مظاہرہ غازی محمد وقاص کی ہدایات کی روشنی میں رفقاء نے بینرز اور پلے کارڈ اٹھا کر مسجد شہداء سے لے کر اسمبلی ہال تک واک کی۔ واک کی قیادت امیر حلقہ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے کی۔ اسمبلی ہال کے چوک میں پہنچ کر رفقاء چوک کے چاروں طرف ایک ترتیب کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ بینرز اور ٹی بورڈ عجب رنگ دکھا رہے تھے۔ ان کے ساتھ ساتھ تنظیم اسلامی کے جھنڈے بھی لہرا رہے تھے۔

تجمل حسن میر نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ غیر ملکی طاقتیں پاکستان میں بدامنی پیدا کر کے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے میں کوشاں ہیں۔ ہمارے حکمران امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے شمالی علاقوں میں اپنے مسلمان بھائیوں کو قتل کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک کا کونہ کونہ ظلم' زیادتی' بے انصافی' جبر اور استحصال سے بھر چکا ہے۔ پاکستان کے حالات کو سدھارنے کے لیے اسلامی انقلاب ناگزیر ہے۔

امیر تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملکی معیشت تباہی کے آخری کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ سودی معیشت نے ہمیں معاشی بدحالی' بے سکونی' بے روزگاری اور افلاس کے تحفے دیے ہیں۔ اسلام میں عقیدے کی سطح پر شرک اور عملی اعتبار سے سود گناہ کبیرہ ہیں۔ سیکولر نظام کے ماہرین معیشت اس بات کے قائل ہیں کہ اگر انٹرسٹ ریٹ صفر کر دیا جائے تو معاشرے سے بے روزگاری ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں انٹرسٹ ریٹ بڑھا کر عوام الناس کے مسائل میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ دراصل ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نام تو لیتے ہیں مگر ان کا حکم نہیں مانتے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری بلکہ تمام انسانیت کی نجات اس میں ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے دیے ہوئے نظام عدل وقسط کے غلبہ کے لیے ارادہ کر کے کمر باندھ لیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ خوراک' لباس' رہائش کے ساتھ تعلیم و علاج کو بھی انسان کی بنیادی ضروریات میں شمار کیا جائے' جن کو پورا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جاگیرداری اور غیر حاضر زمینداری سے متعلق تمام برائیوں کے خاتمہ کے لیے حضرت عمر ؓ کے اس اجتہاد پر عمل کیا جائے کہ مفتوحہ علاقوں کی زمین کسی شخص کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ بیت المال کا حصہ ہوتی ہے اور مزارعت کی حرمت کے حوالے سے امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے فتویٰ سے مدد لی جائے۔ انفرادی ملکیت اور آزاد معاشی جدوجہد کی فضا پیدا کی جائے اور اس آزادی کے ضمن میں اسلامی شریعت سے تجاوز نہ کیا جائے۔ دینی اخوت کو آجر اور اجیر کے درمیان تعلق کی بنیاد بنایا جائے۔ امیر حلقہ نے دعائیہ کلمات کے ساتھ مظاہرے کے اختتام کا اعلان کیا، جس کے بعد رفقاء واک کرتے ہوئے واپس مسجد شہداء تک گئے اور پُرامن طور پر منتشر ہو گئے۔ یوں یہ مظاہرہ اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ: محمد یونس)

حلقہ سندھ زیریں کے تحت اسلام کے معاشی نظام کے حوالے سے مظاہرہ

حلقہ سندھ زیریں کے زیر اہتمام 28 اگست 2008ء کو کراچی پریس کلب کے سامنے ”اسلام کے معاشی نظام“ کے حق میں مظاہرہ ہوا۔ اس مظاہرے کے لیے 5000 ہینڈ بلز طبع کروائے گئے تھے۔ مزید برآں بینرز کے ڈسپلے کا بھی اہتمام تھا۔ نوید احمد کے خطاب سے اس مظاہرہ کا آغاز کیا گیا۔ مقررین نے اسلام کے معاشی نظام کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور ملک میں جاری سود پر مبنی معاشی نظام کی قباحتوں کو بھی واضح کیا۔ عوام کو یہ بتایا گیا کہ اسلام کے معاشی نظام کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ دولت چند اہل ثروت ہاتھوں تک محدود نہ ہو جائے۔ انہوں نے واضح کیا کہ سودی نظام سے کس طرح عوام کا استحصال ہو رہا ہے اور لوگ نہ صرف اپنے اعضاء بلکہ اپنی اولاد تک کو بیچنے پر مجبور ہیں اور خودکشی کی شرح میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اس صورتحال سے نکلنے کی واحد صورت یہ ہے کہ اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو نافذ کیا جائے۔ اس کے بعد رفقاء کو چار گروپ میں تقسیم کر کے شاہین کمپلکس تک مارچ کا اہتمام کیا گیا اور وہاں رفقاء نے بینرز ڈسپلے کیے اور لوگوں میں ہینڈ بلز تقسیم کیے۔ نماز عصر کے بعد رقت آمیز دعا پر یہ مظاہرہ اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ: محمد سمیع)

تنظیم اسلامی فورٹ عباس کے زیر اہتمام مظاہرہ

تنظیم اسلامی فورٹ عباس حلقہ کے زیر اہتمام ”اسلام کے معاشی نظام“ کے حق میں ایک پر امن مظاہرہ ہوا، جس کی قیادت مقامی امیر وقار اشرف نے کی۔ تفصیلات کے مطابق ریلی کے شرکاء نے بینرز اور کتبے اٹھا رکھے تھے جن پر سود، فحاشی، اور منکرات کے خلاف عبارات درج تھیں۔ مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے جناب وقار اشرف نے کہا کہ ہم نے پاکستان اللہ کے دین کو قائم اور غالب کرنے کے لیے حاصل کیا تھا لیکن آج اکسٹھ سال گزر چکے ہیں لیکن یہ مقصد ہنوز تشنہ تعبیر ہے، بلکہ ہم روز بروز اللہ کے دین سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم نے وہ سودی نظام قبول کر لیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے خلاف جنگ قرار دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ معیشت کو سود سے چھٹکارا دلائے بغیر ہم کبھی بھی اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں کر سکتے۔ پاکستان کی موجودہ زبوں حالی اللہ کے دین سے بے وفائی کا نتیجہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اس نظام عدل کو قائم کریں جو نظام نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کے خلفاء راشدین نے قائم کر کے دکھایا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذابات دیتا ہے تاکہ سنبھلنے والے سنبھل جائیں اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم میں سے ہر شخص انفرادی طور پر اپنا محاسبہ کرے کہ اس نے نبی مکرم ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات اور مبارک اسوہ کو کس قدر اختیار کیا ہے، اور اس میں کہاں کمی ہے، پھر اس کمی کا ازالہ کرے، پھر یہ کہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اپنے جسم و جان کی صلاحیتیں لگا دے۔ (رپورٹ: حافظ فرخ ضیاء)

95 فیصد محروم مسلمان

جماعت اسلامی ہند نے "ویژن 2016ء" کے نام سے ایک دستاویز جاری کی ہے جس میں معاشرتی، معاشی اور تعلیمی لحاظ سے پندرہ کروڑ بھارتی مسلمانوں کے حال و مستقبل کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس دستاویز کی رو سے دیہات میں رہائش پذیر بیشتر مسلمان حکومت کی طرف سے سستے داموں دستیاب کھانے پینے کی اشیاء حاصل نہیں کر پاتے۔

دستاویز کی سب سے تکلیف دہ بات یہ ہے کہ اس کے مطابق بھارت میں تقریباً "95 فیصد" مسلمان غربت کی لکیر (Poverty line) کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔

بھارتی حکومت ایسے لاکھوں غریب خاندانوں کو آٹا اور چاول بالترتیب 2 اور 3 روپے کلو کے حساب سے فراہم کرتی ہے۔ مگر اس غربت مٹاؤ اسکیم سے صرف 3.2 فیصد مسلمان ہی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ حکومت کی عدم توجہ اور پھر اپنی کوتاہیوں کے باعث بھارت میں مسلمان عام طور پر کسمپرسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

چینی حکومت کا تعصب

بیجنگ اولمپکس کے دوران سنکیانگ میں تحریک آزادی کے رہنماؤں نے کوشش کی تھی کہ وہ اپنے مسائل نمایاں کر سکیں۔ چینی حکومت نے سنکیانگ میں مقیم مسلمانوں کو کئی پابندیوں میں جکڑ رکھا ہے مثلاً مسلمان مرد داڑھی نہیں رکھ سکتے اور خواتین برقع نہیں پہن سکتیں۔

سنکیانگ میں مسلمانوں کی حالت زار کے بارے میں اردو ذرائع ابلاغ عموماً خاموش رہتے ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ پاکستانی حکومت چین کو اپنا قریبی دوست سمجھتی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ چینی حکومت سنکیانگ کے مسلمانوں پر جو ظلم و ستم کر رہی ہے، اس سے آنکھیں بند کر لی جائیں۔

چینی حکومت آج کل ان مسلمانوں سے شدید ناراض ہے کیونکہ انہوں نے دوران اولمپکس اپنی تحریک آزادی نمایاں کر کے گویا بہت بڑا "جرم" کیا ہے۔ اسی جرم کی پاداش میں چینی حکومت نے مسلمانوں پر پابندی لگا دی ہے کہ وہ مساجد میں تراویح ادا نہ کریں۔ یہ تعصب اور ظلم کی انتہا ہے۔

سنکیانگ دراصل جغرافیائی لحاظ سے اہم خطہ ہے۔ وہاں کے مسلمان آزادی چاہتے ہیں لیکن وہاں پٹرول و گیس کے ذخائر بھی ہیں۔ اس لیے چینی حکومت اُسے ہاتھ سے چھوڑنا نہیں چاہتی۔ تاہم وہ زبردستی مسلمانوں کو اپنا محکوم بنائے ہوئے ہے۔

قرآن شریف پڑھا ہے؟

انڈونیشیا کے نیم خودمختار علاقے آچے کی حکومت نے ایک نیا قانون بنایا ہے، جس کی رو سے انتخابات لڑنے والے تمام سیاست دانوں کو مطالعہ قرآن کا امتحان دینا ہوگا۔ اس امتحان میں یہ جانچا جائے گا کہ وہ قرآن مجید کے بارے میں کتنا علم رکھتے ہیں۔ نیز اسلامی قوانین کی بابت بھی سوالات کیے جائیں گے۔ جو سیاست دان اس امتحان میں ناکام ہوگا، وہ انتخابات نہیں لڑ سکے گا۔ یاد رہے، انڈونیشیا کے دیگر علاقوں کے برعکس آچے میں شریعت کی بہت پاسداری کی جاتی ہے۔ آچے میں اگلے سال اپریل میں انتخابات ہونے والے ہیں جس میں 1368 امیدوار شریک ہوں گے۔ آچے میں مذہبی پولیس بھی ہے جو اسلامی قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کو گرفتار کر لیتی ہے۔

حسب روایات سیکولر پارٹیوں نے اس نئے قانون کو بھی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا ہے کہ ان کے امیدوار مذہبی امتحان میں شرکت نہیں کریں گے۔ اُدھر آچے حکومت نے اعلان کیا ہے کہ جو امیدوار امتحان میں شریک نہیں ہوگا، وہ انتخابات میں حصہ نہیں لے سکتا۔

ہمیں زیادہ فوجی چاہئیں: امریکی جنرل

مشرقی افغانستان میں موجود امریکی فوج کی کمانڈ جنرل جفرے سکولیر کے پاس ہے۔ موصوف نے پچھلے دنوں اپنی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان و افغانستان کی سرحد پر تعینات کرنے کے لیے اُسے مزید فوجی درکار ہیں، ورنہ "دہشت گردوں" کے خلاف جنگ جیتنے میں وقت لگے گا۔

آج کل امریکیوں کا سارا زور اس امر پر ہے کہ افغانستان کے طالبان کو پاکستانی طالبان کی طرف سے مالی و عسکری مدد مل رہی ہے۔ اسی لیے امریکی فوجی اب سرحد پار کر کے پاکستان میں بھی حملے کرنے لگے ہیں۔

شام کا نیا اشارہ

پچھلے ہفتے شام میں فرانس، ترکی اور قطر کے حکمران جمع ہوئے تاکہ اسرائیلی، شامی امن منصوبے کا ڈول ڈالا جا سکے۔ اس موقع پر منصوبے کی تجاویز تیار کی گئیں جو شامی حکومت نے ترک وزیراعظم کے حوالے کر دی ہیں۔ ترک وزیراعظم طیب اردگان اب ان تجاویز کو اسرائیل بھجوائیں گے تاکہ پیش رفت ہو سکے۔

شامی حکومت کا بنیادی مطالبہ یہ ہے کہ اسرائیل گولان کی پہاڑیاں واپس کر دے۔ مگر اسرائیلی کہتے ہیں کہ پہلے شامی حکومت لبنان کی حزب اللہ اور فلسطین کی حماس و اسلامی جہاد کو مالی و عسکری امداد دینا بند کرے۔ شام کو یاد رکھنا چاہیے کہ حزب اللہ اور حماس سے منہ موڑنا نہ صرف دینی اخوت کے تقاضوں کے منافی ہوگا، بلکہ خود اُس کے لیے سخت نقصان دہ اور اسرائیل کو تقویت دینے کے مترادف ہوگا۔

قرآنیت پراجیکٹ اسرائیل کے سیاسی مقاصد کی تکمیل کی ایک کوشش ہے:

سعودی علماء

سعودی علماء اور محققین نے خبردار کیا ہے کہ اسرائیل کے "قرآنیت" پراجیکٹ کا مقصد قرآن کی ایسی تعبیر ہے جو اسرائیل کے سیاسی مقاصد کی تکمیل کر سکے۔ علماء نے اس آن لائن پراجیکٹ کے بارے میں اپنے شبہات کا اظہار کیا ہے، جسے حال ہی میں اسرائیلی وزارت خارجہ نے "مسلم دنیا اور مغرب کے درمیان رابطہ" قائم کرنے کے لیے ترتیب دیا ہے۔ سعودی عرب میں سینئر علماء بورڈ کے ایک رکن ڈاکٹر عبداللہ المطلق نے اس پراجیکٹ کی تردید کی ہے جسے اسرائیل میں 15 مسلمان بدو طلبہ نے تعلیمی مشاورت میں اپنے ماسٹرز پروگرام کے ایک حصہ کے طور پر ترتیب دیا اور اس کی نگرانی یہودی پروفیسر ڈاکٹر آفر گروسبورڈ نے کی اور نظر ثانی تین اسلامی مبلغین نے کی۔ بین گوریان یونیورسٹی پبلشنگ ہاؤس نے اس پراجیکٹ کو کتابی شکل میں بھی شائع کیا ہے۔

گلف نیوز سے اپنے ایک بیان میں ڈاکٹر المطلق نے اس بات پر زور دیا کہ مسلمانوں کو اسرائیلی قرآنیت پراجیکٹ پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اسے یہودی چلا رہے ہیں جو اسلام اور مسلمانوں سے اپنی نفرت کا برملا اظہار کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان جو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا چاہتا ہے، اسے قرآن کی تعبیر کے لیے ہرگز اس ویب سائٹ پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ مسلمانوں کو اسرائیل کے ان دعوؤں کے فریب میں نہیں آنا چاہیے کہ "قرآنیت قرآن کو والدین اور اساتذہ کے لیے ایک منفرد اور مفید تعلیمی آلہ میں تبدیل کر دیتا ہے اور اس کے ذریعے قرآن کی افادیت وسیع پیمانے پر لوگوں کی پہنچ میں ہوگی۔"

When Power Corrupts

Power....is a force closely related to justice; it is meant to enhance the establishment of justice the world, but it is all too often abused. .... By power I simply mean the ability of a person group to initiate action, to bring about change, and to try to achieve a desired end. There a different types of power. The most obvious in the world today are military, political, a economic power. Theologically, God, who is the God of justice, is also the God of power a might. In God, justice and power are harmonized completely as God's justice and love. God, t source of all power, gives power to humans in order to fulfill the divine purpose of justice a peace in the world. Power is, therefore, entrusted by God to people; but like all other trusts, it ca either be used responsibly or abused terribly. It can carry with it a blessing or it can become curse. Such consequences are not inherent in power itself but in the sinful human condition th puts power to responsible or irresponsible use. Power can be used to maintain justice, peace, an order in society; or power can destroy it all....

The possession of power by humans does not necessarily create or guarantee justice. Onl God's power necessarily creates justice.... What is true of God's exercise of justice and power however, is certainly not true of human beings. It is very easy for power to corrupt, intoxicate and deceive us....

It is part of the tragedy of the human predicament that justice between people is not usually given but almost always has to be exacted. The powerful refuse to render justice, and power has to be challenged by power rather than by moral or rational persuasion. Even this dubious process becomes less and less effective in a world where power is so unevenly distributed. If there is no power to match the strength of the evildoers and redress the wrong they do, injustice tends to be perpetuated and intensified ....

The ambiguity, deception, and corruption of power must be exposed because power becomes a god that is worshipped and obeyed. The demands of power escalate daily. The occupying party has to increase its coercive power in order to maintain control. The god of power increases its demands and eventually heaps destruction on its user .....

The paradox of power is that it is both an essential component in achieving and sustaining justice and peace and, at the same time, a menace that continually threatens to destroy them.

(Naim Stifan Ateek, Justice and Only Justice: A Palestinian Theology of Liberation, 1989)

یہ: اداریہ مقدر ہوگی۔ کہتے ہیں بغداد کی ایک ستم رسیدہ عورت نے ہمت کر کے ہلاکو خان کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور کہا، تم نے ہم پر بہت مظالم
ے ہیں، تم پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔ اس پر ہلاکو خان نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور کہا کہ اللہ کا عذاب بن کر تو میں تم پر نازل ہوا ہوں۔ ہم اِن سطور کے ذریعے
انان پاکستان کو اللہ کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ وہ نوشتہ دیوار پڑھیں، خود بھی سمجھیں اور دوسروں کو بھی سمجھائیں کہ اس مہلت کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنی
ں کا رخ بدلیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اصل تبدیلی اُن کے بدلنے سے آئے گی جن کے ہاتھ میں سٹیرنگ ہے، لیکن انسانوں کے سمندر کا رخ اگر صراطِ مستقیم کی طرف ہو
تو ملاح کے پاس بھی کشتی کا رخ موڑ دینے کے سوا کوئی اور چارہ کار نہ ہوگا۔ آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ آصف علی زرداری ایوانِ صدر داخل ہوتے ہی نام نہاد
ت گردی کے خلاف امریکی جنگ سے علیحدگی کا اعلان کر دیں۔ ہم امریکہ سے جنگ نہیں چاہتے لیکن ہم امریکیوں کی خاطر اپنے مسلمان بھائیوں کو ذبح بھی نہیں کر
۔ وہ شمالی اور جنوبی وزیرستان اور سوات وغیرہ میں مکمل فائر بندی کا حکم دیں اور وہاں کے مسلمان بھائیوں سے سنجیدگی سے مذاکرات کر کے علاقے میں امن قائم
یں، نئے صدر کی یہ اولین ترجیح ہونی چاہیے۔ لیکن اگر آصف علی زرداری نے پرویز مشرف کی طرح امریکی ایجنڈے ہی کو آگے بڑھایا تو یاد رکھیں مشرف سابق
ں ہے اس لیے محفوظ راستے کی باتیں ہو رہی ہیں، سویلین صدر کو واپسی پر کبھی محفوظ راستہ نہیں ملا۔ اور قوم بھی یاد رکھے، ہلاکو خاں کا قہقہہ فضا میں موجود ہے۔ اللہ نہ
ے کہ ہمیں اُس کی بازگشت سننا پڑے۔

kly Nida-e-Khilafat Lahore

htful Excerpts

ama Iqbal's Assessment of the Modern West

ing the last five hundred years religious thought in Islam has been practically stationary. e was a time when European thought received inspiration from the world of Islam. The most arkable phenomenon of modern history, however, is the enormous rapidity with which the ld of Islam is spiritually moving towards the West. There is nothing wrong in this movement, European culture, on its intellectual side, is only a further development of some of the most ortant phases of the culture of Islam. Our only fear is that the dazzling exterior of European ure may arrest our movement and we may fail to reach the true inwardness of that culture. ing all the centuries of our intellectual stupor Europe has been seriously thinking on the great blems in which the philosophers and scientists of Islam were so keenly interested Since the ddle Ages, when the schools of Muslim theology were completed, infinite advance has taken e in the domain of human thought and experience. The extension of man's power over Nature given him a new faith and a fresh sense of superiority over the forces that constitute his ironment. New points of view have been suggested, old problems have been re-stated in the t of fresh experience, and new problems have arisen. It seems as if the intellect of man is rowing its own most fundamental categories—time, space, and causality. With the advance cientific thought even our concept of intelligibility is undergoing a change. The theory of tein has brought a new vision of the universe and suggests new ways of looking at the blems common to both religion and philosophy. No wonder then that the younger generation slam in Asia and Africa demand a fresh orientation of their faith. With the reawakening of m, therefore, it is necessary to examine, in an independent spirit, what Europe has thought and far the conclusions reached by her can help us in the revision and if necessary, onstruction, of theological thought in Islam.

(The Reconstruction of Religious Thought in Islam, 1930)

uhammad Ali Jinnah's View of Islam

mic principles today are as applicable to life as they were 1300 years ago. Islam and its alism have taught democracy. Islam has taught equality, justice and fair play to everybody. at reason is there for anyone to fear democracy, equality, freedom on the highest standard of grity and on the basis of fair-play and justice for everybody. The Prophet (SAW) was a great cher. He was a great lawgiver. He was a great statesman and he was a great sovereign who d. No doubt, there are many people who do not quite appreciate when we talk of Islam. Islam ot only a set of rituals, traditions and spiritual doctrines. Islam is also a code for every slim. It is based on the highest principles of honor, integrity, fair-play and justice for all. One d and equality of man before one God is one of the fundamental principles of Islam. In Islam e is no difference between man and man. The qualities of equality, liberty and fraternity are fundamental principles of Islam. The Prophet (SAWS) was the greatest man that the world ever seen. Thirteen hundred years ago he laid the foundations of democracy.

(Address to the Karachi Bar Association, January 25, 1948)